مجلّہ طلوع اسلام کا اجراء 1938ء میں علامہ اقبال کے ایما اور قائداعظم کی خواہش پر عمل میں آیا۔

قرآنی نظام ربوبیت کا پیامبر

طلوع اسلام

ماہنامہ ---------- لاہور

خط و کتابت: ناظم ادارہ طلوع اسلام (رجسٹرڈ) 25-بی گلبرگ-2 لاہور 54660 ٹیلی فون: 876219 فیکس: 92-42-876219

فہرست مشمولات

لمعات	ادارہ	3
قائداعظم رح	صفدر سلیمی (مرحوم)	7
مقطع	عبداللہ ثانی (پشاور)	18
پاکستان کا سیاسی میلہ	سید انعام الحق (بورےوالہ)	30
روائیداد کنونشن	محمد لطیف چوہدری	33
کنونشن کی تصویری جھلکیاں	خالد فاروقی (لاہور)	41
Life After Death.	Allama I.I kazi(r)	60
Rays of Hope.	Shamim Anwar	64

انتظامیہ:۔ چیئرمین: ایاز حسین انصاری۔ ناظم: محمد لطیف چوہدری

مدیر مسئول: محمد لطیف چوہدری۔ مجلس ادارت: میجر محمد یوسف ڈار۔ محمد عمر دراز۔ ڈاکٹر صلاح الدین اکبر۔

ناشر: عطاالرحمٰن ارائیں 62

طابع: خالد منصور نسیم۔ مطبع: النور پرنٹرز و پبلشرز 3/2 فیصل نگر ملتان روڈ لاہور۔

مقام اشاعت: 25-B گلبرگ 2 لاہور۔ 54660

جلد 49 شمارہ 12 دسمبر 1996ء

بدل اشتراک

ایشیاء' افریقہ' یورپ 550 روپے

آسٹریلیا' امریکہ' کینیڈا 750 روپے

اندرون ملک فی پرچہ =/10 روپے سالانہ 120 روپے

جنوری 1997ء سے زر شرکت میں تبدیلی کی جارہی ہے۔

تفصیلات اندر کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

الوداع 1996

برادرانِ گرامی !

اسلام علیکم

الحمد للہ کہ اس اشاعت کے ساتھ سال 1996ء بھی اختتام پذیر ہوا۔ ملک میں پھیلی ہوئی ہوشربا گرانی کی وجہ سے طلوع اسلام کی مالی حالت پر نقصان رساں اثر پڑ رہا تھا ہم کسی طرح اس کا مقابلہ کئے جا رہے تھے ہماری کوشش یہ تھی کہ ہم مجلّہ طلوع اسلام [illegible] مزید بوجھ کا باعث نہ بنیں لیکن اب یہ بوجھ ہماری حد برداشت سے باہر ہو گیا ہے اسلئے ہم بادل نخواستہ مجلّہ طلوع [illegible] جنوری 1997ء سے حسب ذیل ہو گی۔

[illegible]	170 روپے	فی شمارہ 15 روپے
[illegible]	[illegible] روپے	
[illegible]	[illegible] روپے	

[illegible] طلوع اسلام کا ہر قاری سال بھر میں اگر ایک نیا خریدار بھی فراہم [illegible] ہے۔ [illegible] وطن عزیز میں وہ لوگ بھی بستے ہیں جو قرآنی راہنمائی کے متلاشی ہیں لیکن زر شرکت ادا کرنے کیلئے ان کے پاس پیسے نہیں ان کے لئے ہم نے گفٹ فنڈ سکیم شروع کی تھی جو عدم توجہی کا شکار ہے۔ ہو سکے تو اس طرف بھی توجہ دیں۔

- ○ بہت سے قارئین کا زرِ شرکت دسمبر 96ء میں ختم ہو جائے گا۔ پہلے ہم پرچہ بند نہیں کرتے تھے لیکن مالی مشکلات کے تحت بلا زرِ شرکت پرچہ جاری رکھنا ہمارے لئے اب ممکن نہ ہو گا۔ اگلے سال کے لئے اپنا زرِ شرکت دسمبر 96ء میں ارسال فرمادیں تاکہ پرچے کی ترسیل منقطع نہ ہونے پائے۔
- ○ کچھ احباب نے اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور اداروں کے نام پرچے جاری کروا رکھے ہیں جن کا زرِ شرکت دسمبر 96ء میں ختم ہو جائے گا۔ اگر وہ صاحبان پہلے سے جاری پرچوں کو کسی وجہ سے بند کرنا چاہتے ہیں تو اس کی اطلاع 20 دسمبر 96ء سے پہلے فرمادیں ورنہ ان پرچوں کی ترسیل 1997ء میں بھی اس طرح جاری رہے گی۔
- ○ دوکانداروں کے لئے کمیشن کی شرح حسب سابق 33 فیصد رہے گی۔
- ○ ادارہ کا بینک اکاؤنٹ 7 ۔ 3082 نیشنل بنک آف پاکستان مین مارکیٹ گلبرگ لاہور ہے
- ○ رقوم بذریعہ منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ بھجوائیں یا پرچہ بذریعہ وی پی طلب فرمائیں وی پی کا خرچہ بذمہ خریدار ہو گا۔
- ○ لاہور سے باہر کے بینک کا چیک ارسال فرمائیں تو اس میں 40 روپے بینک چارجز شامل کرنا نہ بھولئے۔ یاد رہے کہ بینک ڈرافٹ پر آپ کے 14 اور منی آرڈر پر 10 روپے خرچ ہوں گے۔ بذریعہ وی پی منگوانے پر 22 روپے زائد خرچ ہوں گے۔

چیئرمین ادارہ طلوع اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

لمعات

۱- نئی اُمیدوں کی بیداری-

ملک میں تشتت و انتشار کے جو شعلے ایک عرصہ سے بھڑک رہے تھے اس سے اندازہ ہو گیا ہو گا کہ جب زمام حکومت نااہلوں اور بدکرداروں کے ہاتھ میں دے دی جائے تو مملکت کا حشر کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہاں یہ نوبت بار بار آئی۔ بار بار حالات ہمیں اس منزل تک لے آئے جہاں اس کے سوا کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ جمہوری تماشے کو ختم کر کے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا جائے اور نظم و نسق کو فوج کے ہاتھوں میں دے دیا جائے' یا اسی عمل کو پھر سے دہرانے کے لئے نگران حکومت کا سہارا لیا جائے۔ یہی اس بار بھی ہوا۔ طلوع اسلام کی نہ اپنی پارٹی ہے نہ فرقہ۔ نہ ہی یہ کسی پارٹی (یا مذہبی فرقہ) سے متعلق ہے لہٰذا اس کے لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مسند اقتدار کس کے حصے میں آئی ہے اور کون اس سے محروم ہوا ہے۔ اس کا اصول اور مسلک یہ ہے کہ پیش آنے والے ہر مسئلہ کا حل قرآن کریم کی روشنی میں پیش کر دیا جائے۔

اب جبکہ نگران حکومت اپنی ذمہ داریاں سنبھال چکی ہے ہم اسے مبارکباد پیش کرتے ہوئے اس کے کانوں تک یہ بات ضرور لانا چاہیں گے کہ یہ انقلاب' جیسے بھی رونما ہوا ہے'قرآن نے اس کا ایک متعین مقصد اور واضح منتہیٰ بتایا ہے۔ سنئے

انقلاب کا مقصد-

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ○ (10/14)

پھر ان کے بعد ہم نے تمہیں ملک کی حکومت عطا کی تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کس قسم کے کام کرتے ہو؟

انقلاب کا منتہیٰ-

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

ط وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○ (22/41)

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ہم زمامِ اقتدار انکے ہاتھ میں دیں گے تو یہ

(1) اس نظام کو قائم کریں گے جس میں تمام لوگ قوانینِ خداوندی کا اتباع کریں۔

(2) تمام افرادِ معاشرہ کے لئے سامانِ نشوونما مہیا کریں گے۔

(3) ایسے قوانین نافذ کریں گے جو قرآن کی رُو سے قابلِ قبول ہوں۔

(4) ان قوانین و رسوم کو منسوخ کریں گے جنہیں قرآن ناپسند کرتا ہو۔

(5) غرضیکہ ان کے تمام معاملات' اس پروگرام کی تکمیل کے لئے ہوں گے جسے خدا نے نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے تجویز کیا ہے۔

نگران حکومت میں شامل افراد کے خلوصِ نیت کے پیشِ نظر ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ کا یہ پیغام ہمہ وقت ان کی نگاہوں کے سامنے رہیگا اور وہ ان توقعات پر پورے اتریں گے جو قوم نے ان سے وابستہ کر رکھی ہیں۔

○○○○○○○

2- نقاب اُٹھ جانے کے بعد-

نگران حکومت نے گذشتہ چھ سات ہفتے کے دوران جس قدر جرائم کی تفتیش و تحقیق کی ہے' جتنے مجرموں کو اپنی گرفت میں لیا ہے اور جتنے چھپے ہوئے چہروں کو بے نقاب کیا ہے' اگر ان کا تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ (باستثنائے معدودے چند) ان سب کا تعلق کسی نہ کسی نوعیت سے "افراطِ زر" کے ساتھ تھا۔ انہوں نے بے محابا دولت سمیٹی اور اس کے لئے ہر حربہ استعمال کیا۔ ایسا کرتے وقت ان میں سے کسی نے نہ سوچا کہ اُن کی اِن حرکات سے ملک اور قوم پر کیا تباہی آ رہی ہے۔ سمگلر اپنی ہوسِ زر کی تسکین کے لئے ملک کی پیداوار کو دوسرے ملک میں منتقل کرتا رہا۔ نتیجہ یہ کہ اپنا ملک سب کچھ ہونے کے باوجود' باہر کے ملکوں سے غلّہ خریدنے پر مجبور ہو گیا اور اس طرح اس کا خارجی سکّے (FOREIGN EXCHANGE) کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ چور بازاری کرنے والوں نے اس کا کوئی خیال نہ کیا کہ ان کی اس روش سے عوام کی قوت خرید پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اور ملک کامعاشی توازن کس بری طرح سے بگڑتا ہے۔ احتکاز (HOARDING) کرنے والوں کو اس کا کوئی احساس نہ ہوا کہ جس سامان اور متاع کو ملک کے رگ و پے میں خونِ زندگی بن کر دوڑنا چاہئے اسے ایک مقام پر روک رکھنے

نے صارفین (CONSUMERS) کا کس طرح گلا گھٹ جاتا ہے۔ ملک کے ان دشمنوں' مملکت کے غداروں' قوم کے رہزنوں اور قزاقوں' غریبوں کے قاتلوں اور سفاکوں کو اس کا قطعاً" خیال نہ آیا کہ ان کے سونے اور چاندی کے ڈھیروں کے نیچے مظلوم انسانیت کس طرح تڑپ تڑپ کر جان دے رہی ہے۔

انہیں اپنے جرائم کی سنگینی کا قطعاً" کوئی خیال نہ آیا۔ اور نہ ہی آنا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ جس طرح انسان شراب کے نشے میں بدمست ہو کر جانتا ہی نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا اور کیا کر رہا ہے اسی طرح اگر اس کے جذبۂ مفاد پرستی کو بدلگام چھوڑ دیا جائے تو وہ دولت کے نشے میں مدہوش ہو کر کچھ سمجھتاسوچتا نہیں کہ اس کی ان حرکات کا نتیجہ کیا ہے۔ اس میں سمجھنے اور سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ ہوسِ زر اس کے کانوں اور دل پر مہریں لگا دیتی اور اس کی آنکھوں پر پردے ڈال دیتی ہے۔ اس کے بعد نہ اسے اپنے اور پرائے کی کوئی تمیز رہتی ہے نہ جائز اور ناجائز میں کوئی فرق۔

نگران حکومت نے ان انسانیت کش درندوں کو پنجروں میں ڈال دیا' اچھا کیا۔ انہیں عدالت کے کٹہرے میں لاکھڑا کیا' بہت اچھا کیا۔ لیکن یہ سب ہنگامی تدابیر ہیں جن سے ملک اور قوم' وقتی طور پر ان درندوں کی سبعیت و بربریت سے محفوظ ہو گئی۔ سوال یہ ہے کہ ان بلاؤں سے مستقل طور پر بچنے کی تدبیر کیا ہے۔ وہ کونسا طریق ہے جس سے قوم ان بھیڑیوں کی ہوسِ خون آشامی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ و مصئون ہو جائے۔ وہ کونسی ذوالقرنینی دیوار ہے جو اس قسم کے "یاجوج و ماجوج" کی روک تھام کا ایسا انتظام کر دے کہ ان کی یورش کے لئے کوئی شگاف باقی نہ رہے۔

اس قسم کی آہنی دیوار کا فارمولا قرآن سے ملتا ہے۔ اگر اس کے مطابق عمل کر لیا جائے تو پھر انسانیت کے لئے اس سیلابِ بلا کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہتا۔ وہ کہتا ہے کہ دولت (روپے پیسے) سے مقصود صرف یہ تھا کہ اس سے انسان اپنی ضروریاتِ زندگی خرید سکے۔ شروع شروع میں اشیائے ضروریہ کا باہمی مبادلہ ہوتا تھا جسے (BARTER SYSTEM) کہا جاتا ہے۔ جب نقل و حرکت کے بڑھنے سے اس طریق میں دشواریاں پیدا ہوئیں تو انسان نے سکہ ایجاد کیا تاکہ اسے آسانی سے ادھر ادھر لیجا سکے۔ اور اس طرح اپنی ضروریات خرید سکے۔ لیکن رفتہ رفتہ یہی سکہ (ایک جگہ جمع ہو کر) دوسرے انسانوں کو غلام بنانے کا ذریعہ بن گیا اور یوں وہ چیز جو محض ضروریاتِ زندگی خریدنے کا ایک ذریعہ تھی' معاشرہ میں فساد عظیم برپا کرنے کا موجب بن گئی۔

قرآن نے کہا کہ دولت کا جمع کرنا' انسانیت کے خلاف جُرمِ عظیم ہے **وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ** ○ جو لوگ چاندی اور سونے کو جمع رکھتے

ہیں اور اسے نوع انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے کھلا نہیں چھوڑتے۔ تو ان کے لئے درد انگیز سزا کا اعلان کر دے"۔ **يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ** ۔" جس دن سیم و زر کے ان جمع کردہ ٹکڑوں کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اوران سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشت کو داغ دیا جائے گا۔ **هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ** اوران سے کہا جائے گا کہ یہ وہ دولت ہے جسے تم نے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر جمع کر رکھا تھا **فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ** (9/35) سو تم اپنی جمع کردہ دولت کے عذاب کا مزہ چکھو۔ لہٰذا قرآن نے اس فساد کو روکنے کے لئے جوعلاج تجویز کیا ہے اس کی پہلی شق یہ ہے کہ دولت کا جمع کرنا جُرمِ عظیم ہے اور اس کی سزا بڑی سخت۔ اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ افراد کو کس حد تک روپیہ پیسہ رکھنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ **يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ** یہ تم سے پوچھتے ہیں کہ ہم کتنی دولت کو کھلا رکھیں" جواب میں کہا گیا **قُلِ الْعَفْوَ** (2/219) جتنے پیسوں میں تمہاری ضروریات زندگی خریدی جا سکیں بس اتنے ہی اپنے پاس رکھو۔ باقی دولت ملت کے اجتماعی کاموں کے لئے چھوڑ دو۔" مختصر الفاظ میں یوں سمجھئے کہ قرآن کی رُو سے فاضلہ دولت (SURPLUS MONEY) کسی فرد کے پاس نہیں رہ سکتی۔ ایسا کرنا قانوناً" جرم ہے اور اس کی سزا بڑی سخت۔

"دولت کو کھلا رکھنے سے" مفہوم یہ ہے کہ یہ ملت کے اجتماعی نظام (SOCIAL ORDER) کی تحویل میں رہے اور آزادانہ گردش کرتی رہے۔ اس کی گردش (CIRCULATION) کے متعلق بھی قرآن نے تاکید کردی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ صرف اُوپر کے طبقہ میں گھومتی پھرتی رہے **كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ** (59/7) اسے ملّت کے ہر طبقے میں یوں گردش کرنا چاہئے جیسے ایک تندرست و توانا جسم میں خونِ زندگی ہر رگ و پے میں گردش کرتا اور پورے کے پورے جسم کے لئے وجۂ زیست بنتا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ نگران حکومت اپنی ترجیحات میں قرآنِ کریم کے ان احکام پر عملدرآمد کی بھی کوئی صورت پیدا کریگی۔

YOUR CONTRIBUTION
FOR GIFT SCHEME
IS
STILL AWAITED

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم صفدر سلیمی صاحب

قائدِ اعظمؒ

(نشانِ منزل کا داعی)

طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو!

مضمون ہٰذا کی پہلی کڑیاں آپ دسمبر 94ء اور دسمبر 95ء کے شماروں میں پڑھ چکے ہیں۔ مدیر

حیاتِ قائدؒ کے نشیب و فراز اور تحریکِ پاکستان کے پس منظر سے آگے بڑھتے ہوئے اب ہم براہِ راست اس نشانِ منزل تک آ پہنچے ہیں جہاں سے ہماری ملّت کا کاروانِ شوق تحریکِ پاکستان کے کارزاروں میں داخل ہوتا ہے۔ ایک جُداگانہ قوم اور اس کے لئے جداگانہ مملکت کا مطالبہ ------ یہ تھی وہ عظیم معرکہ آرائی جو تحریکِ پاکستان کے نام سے مارچ 1940ء میں اس حُسن کارانہ انداز سے حاصلِ تکمیل کو پہنچی جس کی مثال صدیوں سے ہماری تاریخ میں موجود نہ تھی۔ قائدِ اعظمؒ کی مایہ ناز قیادت اور حُسنِ تدبر کا یہ کس قدر عظیم شاہکار تھا کہ وہ قوم جو چند سال قبل اپنے مسلسل زوال اور انتشار کے باعث غولِ بیابانی سے زیادہ حیثیت نہ رکھتی تھی ایک واضح نصب العین کا سہارا لے کر دیکھتے ہی دیکھتے اس انقلابِ حیات کی فتح قرار پا گئی جس نے سیاسیاتِ عالم کے نقشے بدل کر رکھ دیئے اور عالمِ اسلام کی تاریخ کو ایک فردوسِ گُم گشتہ کی باز آفرینیوں سے ہم آغوش کر دیا۔

ایک اہم پیش گوئی — اپنے طویل دورۂ ہند کے خاتمہ پر شہرہ آفاق صحافی بیور لی نکلس نے 1943ء میں بڑی اہم پیشگوئی کی تھی اور آج سوچئے کہ کس قدر حقیقت بدوش تھی یہ پیش گوئی جس میں اس نے بڑے ہی صاف اور واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ:

"اس بات کا بہت قوی امکان ہے کہ (پاکستان کی) یہ خیالی سلطنت ایک دن اچانک طور پر وجود پذیر ہو کر دنیا کے نقشے میں اُبھر آئے۔ میں بذاتِ خود ان لوگوں میں سے ہوں جو نہ صرف یہ یقین رکھتے ہیں کہ ایسا ہو کر رہے گا بلکہ یہ بھی کہ ایسا ضرور بالضرور ہونا چاہئے۔ جب بھی ایسا ہوا ایشیاء میں قطعاً" نئے حالات رونما ہوں گے، جن کی بدولت موجودہ توازنِ قوت پارہ پارہ ہو جائے گا اور دنیا کے ہر ملک کو اپنی پالیسی بدلنی پڑے گی۔ (Verdict on India)

اور اگر غور کیجئے تو یہ پیش گوئی درحقیقت ترجمانِ حقیقت علامہ اقبالؒ کے اس حقیقت کشا اعلان کی روشنی میں تھی جس کا اظہار کرتے ہوئے اس مرد

قلندر نے اس سے بھی تیرہ سال قبل پورے یقین اور مومنانہ اعتماد سے خطبۂ الہ آباد میں فرمایا تھا کہ "مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ شمال مغربی ہندوستان میں ایک متحدہ اسلامی ریاست کا قیام کم از کم اس علاقہ کے مسلمانوں کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے"۔

اوائل 1940ء تک ہماری ملّت کے اجتماعی شعور نے سیاسیاتِ ہند کی جولانگاہ میں جو ارتقائی مراحل طے کئے وہ اس حقیقتِ ثابتہ کے آئینہ دار تھے کہ ہیئتِ اجتماعیہ انسانیہ کے ہر اصول اور ہر نقطۂ نظر سے ہم قطعی طور پر الگ اور جداگانہ ملّت کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس ملّی تشخص کو کسی دوسری قومی یا سیاسی وحدت میں مُدغم نہیں کیا جا سکتا۔ صدیوں کے قومی زوال اور شکست کے بعد اب وہ ساعتِ سعید تاریخ کے بابِ عالی پر دستک دے رہی تھی جب کہ نیشنلزم کے خداؤں اور جغرافیائی حد بندیوں میں جکڑی ہوئی اقوامِ عالم کو علیٰ روس الاشہاد اس حقیقت سے روشناس کرایا جائے کہ آئیڈیالوجی کے اشتراک سے کیونکر ایک ملّت کا وجود تشکیل پاتا ہے اور اس کی اساس پر کس طرح ایک مملکت کا مطالبہ حاصلِ تکمیل کو پہنچتا ہے 1930ء میں اقبالؒ نے گنگ و جمن کے سنگم پر کھڑے ہو کر جن عالم آرا حقائق کی نقاب کشائی کی تھی، دس سال بعد دریائے راوی کی لہریں اُبھر اُبھر کر انہیں جناحؒ کے ہاتھوں محسوس و مشہود پیکروں میں ڈھلتے دیکھ رہی تھیں۔ حسنِ تدبر کی جاں نوازیوں کا یہی شاہکار تھا جو ایک محکوم و مجبور قوم کی آزادی و استقلال کا نشان قرار پا گیا اور اسی کی بدولت محمد علی جناحؒ کی گرانمایہ شخصیت ایک نقشِ دوام کی حیثیت سے جریدۂ عالم پر جلوہ بار رہے گی۔

منٹو پارک کا تاریخی اجتماع۔ دریائے راوی کے کنارے منٹو پارک کے سبزہ زاروں میں مارچ 1940ء کا بے مثال قومی دربار دس کروڑ اسلامیانِ ہند کے اسی اجتماعی شعور کا عکسِ جمیل تھا۔ اسی تاریخی اجتماع میں دس کروڑ اسلامیانِ ہند کی مربوط اُمنگیں اور عزائم ایک صاف اور واشگاف نصب العین میں مرکوز ہو گئے اور "قرار دادِ لاہور" ان کے مطلعِ تقدیر پر صُبحِ امید کے درخشندہ ستاروں کی طرح جگمگا اُٹھی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس نے ابتلاء و آزمائش کی جن ہولناک یورشوں میں نشانِ منزل کا تعین کیا وہ بجائے خود ہماری تاریخ کا ایک ناقابلِ فراموش ورق ہے اور یہی وہ نازک مرحلہ تھا جس کی بدولت قائداعظمؒ کی عظمتِ کردار، ان کا حُسنِ تدبّر، ان کا عزمِ صمیم، سیاسی بصیرت اور قوتِ استقلال پوری آب و تاب سے نکھر کر نگاہوں کے سامنے آگئے۔ یہی کچھ ان کی شہرہ آفاق کامرانیوں اور فائزالمرامیوں کی ضمانت ثابت ہوا اور اسی سے اس حقیقت کا صحیح صحیح اندازہ ہوا ہے کہ ایک قائداعظمؒ کو کن محکم اور انقلاب آفریں اوصاف کا پیکر ہونا چاہئے۔

ایک خونیں مرحلہ۔ اس اہم اجلاس سے صرف دو روز قبل لاہور میں حکومتِ پنجاب خاکساروں پر اندھا دھند فائرنگ کے ذریعے سرزمینِ لاہور میں وحشت و بربریت کے طوفان حرکت میں لا چکی تھی۔ قدم قدم پر ہتھکڑیوں کی جھنکار اور بیڑیوں کی نمائش نے اس ہنگامہ خیز شہر کے ہر گلی کوچے کی رونقوں کو خاموش قبرستانوں میں بدل دیا تھا اور اس اجلاس کو ناکام بنانے کے لئے "دانا دشمنوں کی محلاتی سازشیں" اپنا کام کر چکی تھیں لیکن تدبراور عزم و

فراست کی معجزنمائی سمجھئے کہ قائداعظمؒ کے لاہور میں ورود کے ساتھ ہی سارا نقشہ بدل گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس وحشت ناک فضا میں آزادی و حریّت کے نعرے گونج اُٹھے اور حیاتِ ملّی کا افسردہ پژمردہ شبستان نئی امنگوں اور عزائم کے چراغوں سے جگمگانے لگا۔ ابتلاء و آزمائش کی تُند و تیز آندھیوں اور حوادث کی برق سامانیوں میں ملّت کے سالارِ انقلاب نے جس بے مثال فراست سے قوم کا رُخ آزادی و استقلال کی منزل کی طرف پھیر دیا اس کا حقیقی اندازہ اس روائیداد سے ہو سکے گا جو اپریل 1940 کے طلوعِ اسلام نے انتہائی حسن ترتیب سے اجلاس کا نقشہ کھینچتے ہوئے پیش کی تھی۔

سالانہ اجلاس کا ملک گیر انتظار۔ ملّتِ اسلامیہ ہندیہ کے اس تاریخی اور نمائندہ اجتماع کے انتظار میں ملک بھر میں افرادِ ملّت کے جذبات و احساسات کی کیفیت کیا تھی؟ طلوعِ اسلام اس کا نقشہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

سرزمین پنجاب کا ذرّہ ذرّہ اُبھر اُبھر کر 21 مارچ کے استقبال کے لئے ہمہ تن چشم بن رہا تھا۔ اسلامی ہند کے گوشے گوشے میں اس تقریب کی آمد آمد پر شب عید کا سماں بندھ رہا تھا۔ جگہ جگہ سے تیاریوں کی خاص اطلاعات موصول ہو رہی تھیں جو اس امر کی آئینہ دار تھیں کہ لاہور نو کروڑ فرزندانِ توحید کی نگاہوں کا مرکزِ جاں فزا بن رہا ہے۔ غرضیکہ ہر دیکھنے والی آنکھ دیکھ رہی تھی اور ہر دھڑکنے والا قلب محسوس کر رہا تھا کہ ہندوستان کے سمائے سیاست پر ایک آفتابِ تازہ کے طلوع کے سامان ہو رہے ہیں۔
(طلوع اسلام اپریل 1940ء)

وحشت کا دور دورہ۔ اور پھر عین موقع پر یکایک وزیراعظم پنجاب نے آتش و خون کی بارش، کرفیو آرڈر اور مارشل لاء کے نفاذ اور پکڑ دھکڑ کا سلسلۂ دراز شروع کر کے مسلم لیگ سے جس وفائے عہد کی ضمانت پیش کی اس کی بھی کیفیت سن لیجئے۔

جلوسِ صدر مسلم لیگ سے عین دو روز قبل شام کے قریب یہ خبر آگ کی طرح اطراف و اکناف ہند میں پھیل گئی کہ لاہور میں خاکساروں پر گولی چلا دی گئی ہے۔ شہر پر پولیس اور فوج کا اقتدار قائم ہو گیا۔ ساری آبادی پر بلا کا سناٹا چھا گیا۔ تمام شہر ماتم کدہ بن گیا۔ ہر شخص ہراساں، ہر فرد متوحش، نہ باپ کو بیٹے کی خبر، نہ بھائی کو بھائی کا علم، کاروبار بند، دل پژمُردہ، ولولے افسردہ، ہمتیں پست، اجلاس میں صرف ایک دن باقی رہ گیا..... ہر شخص حیران تھا کہ اب کیا ہو گا۔ ہر ایک پریشان کہ اب کیا بنے گا۔ صدر جلسہ (قائداعظمؒ) دہلی میں استقبالیہ کمیٹی لاہور میں۔ تار پر تر آ رہے ہیں۔ ٹیلیفون پر ٹیلیفون ہو رہا ہے۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ کیا کیا جائے۔ جیسا کہ مسٹر جناحؒ نے بعد میں بتایا انہیں مخلصانہ مشورہ دیا گیا تھا کہ اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔

عظمتِ کردار کا نقشِ تابندہ۔ لاہور کی اس وحشت ناک فضا اور اطرافِ ہند میں اس کے مذکورہ اثرات سے بالاتر ہو کر قائداعظمؒ نے جس عزم و اعتماد سے اپنا قدم آگے بڑھایا اس کی تفصیل بھی ملاحظہ فرمایئے :-

پریشانی اور وحشت کے یہ سامان ایک طرف اور وہ عزم و ہمت کا پیکر دوسری طرف۔ نامساعدت حالات کی تیز و تند موجیں اُٹھتی ہیں اور روشنی کے

اس بلند و محکم مینار سے ٹکرا کر خاسرو نامراد واپس لوٹ آتی ہیں۔ فی الحقیقت ایک الوالعزم انسان کے امتحان کا اس سے زیادہ موقعہ کم ہی آیا ہو گا۔ استقلال اور تدبر کے اس مجسّمہ نے یہ سب کچھ سنا اور دیکھا لیکن اپنے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آنے دی کیونکہ وہ دیکھتا تھا کہ اگر ایسے نازک وقت میں اس کا پاؤں پھسل گیا تو مسلمانان ہند کے مستقبل کا آبگینۂ حیات اس کے ہاتھ سے گر کر چور چور ہو جائے گا۔ اس نے تمام پریشانیوں کے ہجوم کو جھٹک کر ایک طرف رکھ دیا اور اعلان کر دیا کہ لیگ کا اجلاس ہو گا اور اپنے معیّنہ نظامِ اوقات کے مطابق' بلا ردّوبدل ہو گا۔ البتہ اس حادثۂ الم انگیز کے پیشِ نظر کہ جس نے مسلمانانِ ہند کے طرب آگیں قلوب کو کاشانۂ حُزن و ملال بنا دیا ہے' جلوس نہیں نکالا جائے گا۔ اس اعلان کے تین گھنٹہ بعد یہ پیکرِ عزم و استقلال' حسب انتظاماتِ سابقہ' اسپیشل ٹرین کے ذریعے عازم لاہور ہو گیا۔

فضا بدل گئی۔ لاہور پہنچ کر پرچم کشائی کی رسم ادا کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے قوم کو جو حیات آفریں پیغام دیا وہ اس ماتم کناں شہر میں صورِ اسرافیل بن کر گونجا اور جس فضا میں کچھ دیر پہلے موت کا سناٹا تھا اور وحشت سی برس رہی تھی اس میں زندگی کے ہنگامے اُبھر آئے۔ طلوع اسلام کے الفاظ میں یہ انقلاب سامنے لایئے:۔

سننے والوں نے محسوس کیا کہ یہ الفاظ ظلمت کدہ لاہور پر نور کی کرنیں بن کر برسے۔ اور یاس و حزن کی وحشت ناک تاریکی کا دامن چاک کر کے چاروں طرف شعاعِ اُمید دوڑا دی۔ دلوں میں پھر سے حرکت محسوس ہوئی' نگاہوں میں از سرِ نو روشنی پیدا ہو گئی' افسردہ چہروں پر خونِ تازہ کے آثار نظر آنے لگے' در و دیوار سے زندگی کے نقوش پھر سے اُبھر آئے۔ ...... ہوا کا رخ بدل گیا اور اس خوف و ہراس کا ردِّعمل جس نے چار روز سے خطۂ لاہور کو وحشت کدہ بنا رکھا تھا پورے جوش و خروش کی صورت میں نمودار ہو۔ مغموم دلوں کی وہ آتشِ خموش جو اتنے دنوں سے اندر ہی اندر سلگ رہی تھی پوری عناں تابی سے بھڑک اٹھی۔

سالارِ انقلاب کا مقام بلند۔ جوش و خروش کی اس فضا میں جہاں منٹو پارک کا گوشہ گوشہ فلک بوس نعروں سے زلزلوں کا نشیمن بن رہا تھا' قائدِاعظمؒ نے اپنی عظیم ذمہ داریوں کو جس حسن تدبر سے حاصل تکمیل تک پہنچایا اس کا ذکر بھی سنیئے:

اس ہنگامۂ بحث و جدل اور اس سیلابِ جوش و خروش میں مسٹر جناحؒ نے جس ہمت' استقلال' عملِ راسخ تدبّر اور صلاحیت' ضبط و انضباط کا ثبوت دیا' آنے والا مؤرخ جب اسے دیکھے گا تو بلاتأمل پکار اٹھے گا کہ فی الواقعہ ایک قائداعظمؒ کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ مبارک ہے وہ قوم جسے ایسا رہبرِ فرزانہ مل جائے اور مستحقِ صد تحسین ہے وہ انسان جسے مبداءِ فیض کی کرم گستری سے یہ نعمتیں یوں فراواں نصیب ہو جائیں۔

اجلاس لاہور کی اہمیت۔ اجلاس لاہور کی تفصیلات پیش کرنے کے بعد طلوع اسلام نے لکھا تھا:

لاہور کا یہ اجلاس فی الحقیقت مسلمانانِ ہند کی ملی زندگی میں ایک تاریخی اجلاس تھا۔ وہ خوش نصیب انسان جنہوں نے اس اجلاس کو چشمِ خویش دیکھا ہے

..ں کریں گے کہ انہوں نے ان چار دنوں میں ایک قوم کی پوری تاریخ کو اپنے ساتھ چلتے پھرتے دیکھ لیا۔

راہِ نجات کی نشاندہی۔ پورے ہندوستان کی نگاہیں آل انڈیا مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس پر مرکوز تھیں۔ وائسرائے ہیگل لاج، وائٹ ہال، انند بھون، واردھا آشرم، سب منٹو پارک سے زعیم اسلامیانِ ہند کا صدارتی اعلان سننے کے لئے ہمہ تن گوش تھے۔ ہماری قومی تاریخ کا عجیب مرحلہ تھا جب آتش و خون کے ہنگاموں، ہتھکڑیوں کی جھنکار اور تڑپتی ہوئی لاشوں کے طوفانی ماحول اور قیامت خیز جوش و خروش میں مسندِ صدارت سے قائداعظمؒ کی بھرپور آواز پنڈال میں گونجی، انہوں نے سب سے پہلے ایک عظیم قائد اور مدبّر کی حیثیت سے ملکی صورت حال پر تبصرہ کیا اور پھر اپنے مخصوص پُراعتماد لہجے میں فرمایا:-

ہندوستان میں مسئلہ کی اہمیت فرقہ وارانہ نہیں، بلکہ یہ مسئلہ ایک بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے اور اسی نقطۂ نظر سے اسے طے کیا جا سکتا ہے۔جب تک اس اصولی اور بنیادی حقیقت کو پیشِ نظر نہیں رکھا جائے گا، خواہ کسی قسم کا آئین بھی معرضِ عمل میں لایا جائے وہ تباہ کن نتائج پیدا کرے گا اور نہ صرف مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا محرک ثابت ہو گا بلکہ ہندوؤں اور انگریزوں کی بھی۔ برطانوی حکومت اگر سچے خلوص سے اس برِصغیر کے باشندوں کی مسرت اور امن و اطمینان کی آرزو مند ہے تو اس کا صرف ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان کو خودمختار ریاستوں میں تقسیم کر کے ان دو قوموں کو اپنی اپنی جداگانہ راہ اختیار کرنے کا موقع دے۔ یہ ریاستیں کسی اعتبار سے باہمی تصادم کا شکار نہیں ہونگی بلکہ اس کے برعکس ایک قوم کا دوسری قوم پر سیاسی اور معاشرتی تسلّط قائم کرنے کا حریفانہ جذبہ ختم ہو جائے گا اور بین الاقوامی معاہدوں کے ذریعے ان کے دوستانہ مراسم ترقی پذیر ہو سکیں گے۔

قائداعظمؒ کے خطبۂ صدارت کے بعد ملت اسلامیہ کے اسی عظیم اور نمائندہ قومی دربار میں وہ تاریخی قرارداد اپنے حقیقی الفاظ میں منظرِ عام پر آئی جسے دنیائے سیاست میں پہلے "قراردادِ لاہور" کا نام دیا گیا اور ازاں بعد "پاکستان اسکیم" کے نام سے اس نے دس کروڑ اسلامیانِ ہند کے قومی عزائم کے مرکز و محور کا مقام حاصل کیا۔ 24 مارچ 1940ء کے سکوتِ نیم شبی میں (ایک بجے شب کے قریب) اس یادگار اجتماع میں آخری خطاب کے دوران زعیمِ ملّت نے فرمایا:-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اسلامیانِ ہند کی تاریخ میں ایک اہم باب کا آغاز کرے گا۔ مسلم لیگ کا یہ اجلاس ہر اعتبار سے کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اگر یہ واقعہ پیش نہ آتا تو ایک عظیم الشان جلوس نکلتا اور اسلامیانِ لاہور کو اپنے ولولہ ہائے شوق اور گرم جوشیوں کے اظہار کا موقع مل جاتا۔ ان کے حریف اس اجلاس کو بہر نوع ناکام بنانے پر تلے ہوئے تھے لیکن انہیں نامراد اور خاسرونا کام لوٹنا پڑا اور یہ اجتماع شایانِ شان کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ میں خوش ہوں کہ ساری کارروائی پُرامن اور خاموش فضا میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ مسلمانوں کے لئے ایک کڑی آزمائش کی گھڑی تھی، ان کا خون کھول رہا تھا، انکی تین جانیں تلف ہو گئی تھیں، ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا لیکن ان حالات کے باوجود آپ نے ثابت

کر دیا کہ مسلمان رنج و غم کے ہجوم میں بھی صبر و استقلال کا دامن نہیں چھوڑتا۔ آپ نے دنیا کو بتا دیا کہ لاکھوں کے اجتماع میں بھی آپ اپنے امور حسن و خوبی سے سرانجام دے سکتے ہیں۔ کسی قوم کے لئے اس سے بہتر سند اور کیا ہو سکتی ہے کہ مسلم لیگ کا سارا وقار اسلامیانِ پنجاب کے ہاتھ میں تھا اور میں انہیں بخلوصِ قلب ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے میرے عزائم کو ایک نئی قوت عطا کی ہے تاکہ میں آپ سب کی خدمت کر سکوں۔

شاہی مسجد کے سربفلک میناروں کے سائے اور مرقد اقبالؒ کے دامن میں آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ سالانہ اجتماع دس کروڑ مسلمانوں کے لئے ایک نشانِ منزل لے کر آیا اور اس نے ایک آزاد اور خودمختار ملّت کی حیثیت سے ہماری آزادی و استقلال کی منزلِ مقصود متعین کر دی۔ قرار دادِ لاہور کا اعلان درحقیقت ان دس کروڑ اسلامیانِ ہند کے دلوں کی دھڑکنوں کا ترجمان تھا جو ایک طویل مدت سے غولِ بیابانی کی طرح زوال اورانتشار کی مختلف پگڈنڈیوں پر بھٹک رہے تھے اور اب قائداعظمؒ کے حسنِ تدبّر کی کرشمہ سازیوں نے انہیں فکر و نظر کی وہ ہم آہنگی عطا کر دی تھی جو ان کے لئے ایک جداگانہ مملکت کے قیام کی بشارتیں لئے آ رہی تھی۔ اقبالؒ کے قلبِ مضطرکی بے تابیوں اور دیدۂ تر کی بے خوابیوں کا صلہ ------ نہیں! بلکہ اس مردِ قلندر کے سہانے خوابوں کی تعبیر اب درخشندہ حقائق کی صورت میں منظرِ عام پر آ رہی تھی۔

اور دوسری طرف ------- ہماری نشاۃِ ثانیہ کے یہ روشن امکانات ہندو سامراج کے گھناؤنے منصوبوں اور مذموم سازشوں کی بساط کو زیر و زبر کئے جا رہے تھے۔ اجتماعِ لاہور کے اس انقلاب انگیز فیصلے نے گاندھی جی، سی آر اچاریہ، راجندر پرشاد اور پنڈت نہرو جیسے چوٹی کے ہندو لیڈروں کو بوکھلا کر رکھ دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے مخالفانہ پروپیگنڈے کے ذلیل ترین حربے حرکت میں آ گئے۔ ہندو پریس غم و غصہ کی دیوانگی میں بہتان طرازیوں اور افترا پردازیوں کی انتہا تک پہنچ گیا۔ ذمہ دار کانگرسی رہنماؤں کے اخباری بیانات اشتعال انگیزی اور غیر ذمہ داری کے نئے ریکارڈ قائم کرنے پر اُتر آئے۔

عصائے موسوی حرکت میں۔ قائداعظمؒ نے یہ سب کچھ خاموشی سے سنا اور ایک عظیم ملّت کے کامیاب و کامران قائد کی حیثیت سے اسے صبرؐ و ضبط سے برداشت کیا اور پھر جب محسوس کیا کہ جواب دینے کا وقت آگیا ہے، تو انکی حقیقت آفریں قوتِ استدلال، عصائے موسوی کی طرح ان رسیوں کو نگلنے کے لئے آگے بڑھی۔ تمام الزام بازیوں کے پرخچے اڑاتے ہوئے انہوں نے اپنے اخباری بیان میں حقیقت پسند دنیا کو یوں مخاطب کیا :-

میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ بیگانگی اورناگوار ماحول جو ایک گروہ کے دوسرے گروہ پر اقتدار حاصل کرنے اور زیرِ تسلّط لانے کی آرزوؤں کی پیداوار ہے، جب ختم ہو جائے گا تو ایک خوش گوار افہام و تفہیم اور خیرسگالی کی فضا پیدا ہو جائے گی۔ ملک کی تقسیم متعلقہ منطقوں کی اکثریتوں کو ذمہ داری کا یہ احساس دلائے گی کہ وہ اقلیتوں میں اپنے تحفظ کا سچا یقین پیدا کریں اور ان کا مکمل اطمینان اورعتماد حاصل کریں۔

(Speeches and Writings of Mr. Jinneh, vol . I - P.184)

مسٹر راجگوپال اچاریہ کے ایک بیان کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا :-

یقیناً" سارا ہندوستان کانگرس کی ملکیت نہیں اور اگر آپ اس کی حقیقی ماں کو پوچھتے ہوں تو وہ دوراوڑی ہے۔ اور اس سے بھی آگے بڑھیئے تو وہ قدیم ترین جنگلی باشندے ہیں۔ وہ نہ تو آریائی تھے اور نہ مسلمانِ ہندوستان سے متعلق۔آریاؤں کے دعاوی مسلمانوں سے قوی نہیں سوائے اس کے کہ وہ ایک خاص وقت پر ان سے پہلے آئے تھے .... مسٹر راجگوپال اچاریہ کے بیان اور قرار دادِ لاہور پر ان کی تنقید سے واضح ہوتا ہے کہ وہ قوائے عقلی سے قطعاً محروم ہو چکے ہیں۔

27 مئی 1940ء کو بمبئی پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کے نام ایک پیغام میں انہوں نے اپنی ملّت پر یہ واضح کیا کہ :-

آل انڈیا مسلم لیگ نے اسلامیانِ ہند کی صحیح طور پر رہنمائی کی ہے۔اس نے انہیں ایک پرچم' ایک پلیٹ فارم' ایک پالیسی اور ایک متعین لائحہ عمل عطا کیا ہے اور بالآخر اس نے قراردادِ لاہور کے ذریعے مسلم ہندوستان کے لئے مقصود اور نصب العین کی نشاندہی کر دی تاکہ وہ اس کے لئے سرگرمِ پیکار ہوں اور ہر ممکن قربانی سے اسے حاصل کریں اِسی کے اندر ان کی حقیقی نجات کا سامان ہے۔

نومبر 1940ء میں انہوں نے نئی دہلی کی مسلم سٹوڈنٹس کانفرنس کے نام ایک پیغام میں ملّت کے شاہین بچوں کو یہ دعوت عمل دی کہ۔

آج پاکستان ہی ہماری وہ منزلِ مقصود ہے جس کے لئے ہم برسرِ جنگ ہیں اور اگر ضرورت پڑی تو اس کے لئے جانوں کی بازی بھی لگائیں گے۔ اسے سودے بازی کا معاملہ نہ سمجھئے۔میں نوجوانانِ ملّت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کے لئے کریں کس لیں اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کی صلاحیتوں کو اُجاگر کریں۔ ہماری اُمیدیں ملّت کے نوجوانوں سے وابستہ ہیں۔

قائدِاعظمؒ کے ان اعلانات نے ملّت کے قلب و نظر کو نئی روشنی عطا کی۔ افرادِ ملّت نے مدتوں کے قومی انتشار اور بے راہ روی کے بعد پہلی بار اپنی منزلِ مقصود اور اس کے نشانات کو نگاہوں کے سامنے پایا۔ ان کے دلوں میں ذوقِ سفر کے ولولے اور مشکلات و موانعات سے ٹکرانے کے بھرپور عزائم انگڑائیاں لینے لگے۔ ایک طرف عالمگیر جنگ کا آغاز ہو چکا تھا اور برطانوی سلطنت کا سفینہ ابتلاء و آزمائش کی طوفانی لہروں کے حصار میں تھا اور دوسری طرف ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان حصولِ پاکستان کی جدّوجہد میں اپنے قائد کے اشاروں پر ایک نظام میں صف آراء ہو چکے تھے۔ اپنی زندگی اور موت کی جنگ میں آقایانِ فرنگ نے صورتحال کا جائزہ لیا اور اس سے متأثر ہو کر وائسرائے ہند نے یہ اعلان کیا کہ ہندوستان کے آئندہ آئین میں مسلمانوں کی اہمیت کو پوری طرح پیشِ نظر رکھا جائے گا اور ملک کی حکومت کسی ایسے عنصر کے سپرد نہیں کی جائے گی جس پر انہیں اعتماد نہ ہو۔

سیکرٹری آف سٹیٹ کا اعلان۔ وائسرائے کے اس اعلان کے ساتھ ہی 14 اگست 1940ء کو سیکرٹری آف سٹیٹ (وزیر ہند) مسٹرایمری نے دارالعوام میں مسئلہ ہند پر تقریر کرتے ہوئے نہایت واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ

کانگریس کے اس دعوے کی تردید کہ اسے تمام

ہندوستان کی طرف سے بولنے کا حق ہے ہندوستان کی پیچیدہ زندگی کے ایک بہت اہم عنصر کی طرف سے ہوتی ہے یہ دوسرا عنصر دعویٰ کرتا ہے کہ ان کو صفِ اقلیت تصور نہ کیاجائے بلکہ وہ ہندوستان کے مستقبل کی پالیسی میں ایک علیحٰدہ عنصر کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہندوستان کے آئندہ آئین کی تشکیل کے متعلق جو گفتگو بھی ہو اس سلسلے میں انہیں ایک مستقل قوم تصور کرنا چاہئے یہ سب سے اہم عنصر نو کروڑ افراد پر مشتمل مسلمان قوم ہے جو شمال مغربی اور شمال مشرقی علاقوں میں اکثریت رکھتی ہے...... ان کا یہ دعویٰ ہے کہ آئینی مذاکرات میں ان کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ بحیثیت ایک مستقل قوم کے متصوّر کئے جائیں اور وہ تہیہ کر چکے ہیں کہ ان کے نزدیک وہی دستور قابلِ قبول ہو گا جس میں ایک قوم کی حیثیت سے انہیں ایک عددی اکثریت کے خلاف اپنے سیاسی تشخص کا پورا تحفظ حاصل ہو (انڈیا انیول رجسٹر 1940ء جلد 2 صفحہ 375)

ایک طرف مسلم لیگ کی بڑھتی ہوئی قوتِ تنظیم اور دوسری طرف حکومتِ برطانیہ کی طرف سے اس قوت کا اعتراف' یہ سب کانگریس کے مہاسبھائی ذہن پر بوکھلاہٹ کرنے کے لئے کافی تھے۔ گاندھی جی نے اس موقع پر اپنی مہاتمائی سیاست کے سارے ہتھکنڈوں کو استعمال کیا۔ انہوں نے ہندو پریس کے زور پر مخالفانہ پروپیگنڈے اور افترا پردازیوں کی پُرزور مہم چلائی۔ مسلم لیگ کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے یو پی اور دیگر صوبوں میں مسلم لیگی لیڈروں کو وزارتوں میں شریک کرنے کے لالچ دیئے اور پھر راج گوپال اچاریہ کے ذریعے یہ پُرخطر پیش کش بھی منظرِ عام پر لائی گئی کہ وہ ملک کی آزادی کی خاطر کانگریس یہ اختیار قائداعظمؒ کے سپرد کرنے کو تیار ہے کہ وہ نیشنل گورنمنٹ میں حسب منشاء اپنا وزیراعظم اور کابینہ نامزد کر سکیں لیکن قائداعظمؒ اور ان کے رفقاء کو اس دامِ تزویر کا شکار نہ بنایا جا سکا اور بساط سیاست پر انہوں نے جس مہرے کو بھی حرکت دی وہ قائداعظمؒ کی رعنائی فراست اور حسن تدبّر سے مات کھا گیا۔

❁ ❁ ❁

کراچی صدر اور حیدر آباد (قاسم آباد) سندھ میں

سلسلہ وار درس قرآن کریم کا اہتمام (بذریعہ ویڈیو کیسٹ) مندرجہ ذیل مقامات پر کیا گیا ہے۔

شہر و مقام		دن	وقت
کراچی صدر	فاروق ہوٹل ہال۔ زیب النساء سٹریٹ بالمقابل فٹ رائٹ شوز شاپ	جمعتہ المبارک	10 بجے صبح
حیدر آباد	B-12 حیدر آباد ٹاؤن فیز 2 بالمقابل نسیم نگر قاسم آباد	جمعتہ المبارک بعد نماز عصر	

دعوت عام ہے تشریف لائیں

قرآنی لٹریچر۔ جملہ مطبوعات طلوع اسلام ٹرسٹ' مجلّہ طلوع اسلام کے تازہ شمارے درس کے دوران 35% رعایت کے ساتھ حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

رابطہ:

ایاز حسین انصاری نمائندہ بزم طلوع اسلام کراچی صدر' بزم طلوع اسلام قاسم آباد حیدر آباد (سندھ)

ٹیلی فون: کراچی 4571919 حیدر آباد 654906

فہرست وڈیو کیسٹس مشتمل بر درسِ قرآن علامہ غلام احمد پرویزؒ

کیسٹ نمبر	تاریخ ریکارڈنگ	پارہ نمبر	سورۃ نمبر معہ نام	آیت نمبر	کیسٹ نمبر	تاریخ ریکارڈنگ	پارہ نمبر	سورۃ نمبر معہ نام	آیت نمبر
۱	۱۷-۷-۸۱	۲۵	۴۳ زخرف	۱۹ تا ۲۵	۱۱	۱۹-۳-۸۲	۲۶	۴۸ الفتح	۶ تا ۱۰
	۲۴-۷-۸۱	//	//	۲۶ تا ۳۲		۲-۴-۸۲	//	//	۱۱ تا ۱۷
۲	۲۱-۷-۸۱	//	//	۳۳ تا ۵۶		۷-۵-۸۲	//	//	۱۸ تا ۲۶
	۲۶-۸-۸۱	۲۴	۴۰ مومن	۶۴ تا ۷۶	۱۲	۱۴-۵-۸۲	//	//	۲۷ تا آخر
۳	۲۱-۸-۸۱	۲۵	۴۳ زخرف	۶۳ تا ۸۰		۲۱-۵-۸۲	//	۴۹ الحجرات	۱ تا ۸
	۴-۹-۹۱	//	//	۸۱ تا اختتام		۲۸-۵-۸۲	//	//	۹ تا ۱۳
۴	۲۵-۹-۸۱	//	۴۴ دخان	۱ تا ۱۶	۱۳	۴-۶-۸۲	//	//	۱۴ تا ۱۵
	۲-۱۰-۸۱	//	//	۱۷ تا ۳۷		۱۱-۶-۸۲	//	//	۱۶ تا آخر
۵	۱۶-۱۰-۸۱	//	//	۳۸ تا آخر		۲۵-۶-۸۲	//	۵۰ ق	۸ تا ۲۵
	۳۰-۱۰-۸۱	//	۴۵ جاسیہ	۱ تا ۱۷	۱۴	۲۶-۶-۸۲	//	//	۲۶ تا ۳۵
	۱۳-۱۱-۸۱	//	//	۲۷ تا ختم		۹-۷-۸۲	//	//	۳۶ تا آخر
۶	۱۳-۱۱-۸۱	۲۶	۴۶ احقاف	۱ تا ۹		۱۶-۷-۸۲	۲۶/۲۷	۵۱ ذاریات	۱ تا ۱۹
	۲۷-۱۱-۸۱	//	//	۱۰ تا ۱۴	۱۵	۶-۸-۸۲	//	//	۱۴ تا ۲۳
	۴-۱۲-۸۱	//	//	۱۵ تا ۱۶		۲۱-۸-۸۲	//	//	۲۴ تا ۴۷
۷	۱۱-۱۸-۸۱	//	//	۱۷ تا ۳۰		۲۷-۸-۸۲	//	//	۴۸ تا آخر
	۱۸-۱۲-۸۱	//	//	۲۴ تا ۲۶	۱۶	۳-۹-۸۲	۲۷	۵۲ طور	۱ تا ۱۶
	۸-۱-۸۲	//	//	۲۷ تا آخر		۱۰-۹-۸۲	//	//	۱۷ تا ۲۵
۸	۱۵-۱-۸۲	//	۴۷ محمد	۱ تا ۴		۱۷-۹-۸۲	//	//	۲۵ تا ۲۸
	۲۲-۱-۸۲	//	//	۵ تا ۷	۱۷	۲۴-۹-۸۲	//	//	۳۸ تا ختم
	۲۹-۱-۸۲	//	//	۸ تا ۱۳		۱-۱۰-۸۲	//	۵۳ النجم	۱ -
۹	۵-۲-۸۲	//	//	۱۴ تا ۱۵		۸-۱۰-۸۲	//	//	۱ -
	۱۲-۲-۸۲	//	//	۱۶ تا ۲۱	۱۸	۱۵-۱۰-۸۲	//	//	۱ تا ۸
	۱۹-۲-۸۲	//	//	۲۲ تا ۳۳		۲۲-۱۰-۸۲	//	//	۹ تا ۱۲
۱۰	۲۶-۲-۸۲	//	//	۳۴ تا آخر		۲۹-۱۰-۸۲	//	//	۱۳ تا ۱۸
	۵-۳-۸۲	//	۴۸ الفتح	۱ تا ۱	۱۹	۵-۱۱-۸۲	//	//	۱۹ تا ۲۵
	۱۲-۳-۸۲	//	//	۱ تا ۵		۱۲-۱۱-۸۲	//	//	۲۶ تا ۳۲

فہرست وڈیو کیسٹس

کیسٹ نمبر	تاریخ ریکارڈنگ	پارہ نمبر	سورہ نمبر معہ نام	آیت نمبر	کیسٹ نمبر	تاریخ ریکارڈنگ	پارہ نمبر	سورہ نمبر معہ نام	آیت نمبر
	۱۹-۱۱-۸۲	۲۷	۵۳ النجم	۳۳ تا ۴۲	۲۸	۱۰-۶-۸۳	۲۸	۵۹ حشر	۱ تا ۱۰
۲۰	۲۶-۱۱-۸۲	//	//	۴۳ تا آخر		۱۷-۶-۸۳	//	//	۱۱ تا ۲۳
	۳-۱۲-۸۲	//	۵۴ القمر	۱ تا ۸		۲۴-۶-۸۳	//	//	۲۴ تا ختم
	۱۰-۱۲-۸۲	//	//	۹ تا ۳۲				۶۰ ممتحنہ	۱ تا ۶
۲۱	۱۷-۱۲-۸۲	//	//	۳۳ تا ختم	۲۹	۱-۷-۸۳	//	//	۶ تا ختم
	۷-۱-۸۳	//	۵۵ الرحمٰن	۱ تا ۱۲		۲۲-۷-۸۳	//	۶۱ صف	۱ تا ختم
	۱۴-۱-۸۳	//	//	۱۳ تا ۱۸		۲۹-۷-۸۳	//	۶۲ جمعہ	۱ تا ۸
۲۲	۲۱-۱-۸۴	//	//	۱۹ تا ۳۰	۳۰	۵-۸-۸۳	//	//	۹ تا ختم
	۲۸-۱-۸۴	//	//	۳۱ تا ۴۹		۱۲-۸-۸۳	//	۶۳ منافقون	۱ تا ختم
	۴-۲-۸۴	//	//	۴۹ تا ۵۰		۱۹-۸-۸۳	//	۶۴ تغابن	۱ تا ۶
۲۳	۱۱-۲-۸۳	//	//	۵۰ تا آخر	۳۱	۲۶-۸-۸۳	//	//	۷ تا ختم
	۱۸-۲-۸۳	//	۵۶ الواقعہ	۱ تا ۱۹		۲-۹-۸۳	//	۶۵ طلاق	۱ تا ۸
	۲۵-۲-۸۳	//	//	۲۰ تا ۴۰		۹-۹-۸۳	//	//	۹ تا ختم
۲۴	۴-۳-۸۳	//	//	۴۱ تا ۵۷	۳۲	۲۳-۹-۸۳	//	۶۶ تحریم	۱ تا ختم
	۱۱-۳-۸۳	//	//	۵۸ تا ۷۴		۳۰-۹-۸۳	۲۹	۶۷ الملک	۱ تا ۲
	۱۸-۳-۸۳	//	//	۷۵ تا ۸۳	۳۳	۱۷-۱۰-۸۳	//	//	۳ تا ۶
۲۵	۱-۴-۸۳	//	//	۸۴ تا آخر		۱۴-۱۰-۸۳	//	//	۷ تا ۱۴
	۸-۴-۸۳	//	۵۷ الحدید	۱ تا ۵		۲۱-۱۰-۸۳	//	//	۱۵ تا ختم
	۱۵-۴-۸۳	//	//	۶ تا ۸ ۹ تا ۱۲	۳۴	۲۸-۱۰-۸۳	//	۶۸ القلم	۱ تا ۶
۲۶	۲۹-۴-۸۳	//	//	۱۴ تا ۱۸		۴-۱۱-۸۳	//	//	۷ تا ۴۱
	۶-۵-۸۳	//	//	۱۹ تا ۲۱		۱۱-۱۱-۸۳	//	//	۴۲ تا ختم
	۱۳-۵-۸۳	//	//	۲۲ تا ۲۴	۳۵	۱۸-۱۱-۸۳	//	۶۹ حاقہ	۱ تا ۱۲
۲۷	۲۰-۵-۸۳	//	//	۲۵ تا ۲۶		۲۵-۱۱-۸۳	//	//	۱۳ تا ختم
	۲۷-۵-۸۳	//	//	۲۷ تا آخر			//	۷۰ معارج	۱ تا ۱۸
	۳-۶-۸۳	۲۸	۵۸ مجادلہ	۱ تا ۴	۳۶	۹-۱۲-۸۳	//	//	۱۹ تا ختم
				۵ تا ختم		۲۳-۱۲-۸۳	//	۷۱ نوح	۱ تا ختم
						۶-۱-۸۴	//	۷۲ جن	۱ تا ۱۲

فہرست وڈیو کیسٹس

کیسٹ نمبر	تاریخ ریکارڈنگ	پارہ نمبر	سورہ نمبر مع نام	آیت نمبر	کیسٹ نمبر	تاریخ ریکارڈنگ	پارہ نمبر	سورہ نمبر مع نام	آیت نمبر
۳۷	۱۳-۱-۸۴	۲۹	۷۲ جن	۱۶ تا ۲۲		۱-۶-۸۴	۳۰	۷۸ نبا	۲۲ تا ختم
	۲۰-۱-۸۴	″	″	۲۳ تا ختم		۸-۶-۸۴	″	۷۹ نازعات	۱ تا ۵
	۲۷-۱-۸۴	″	۷۳ مزمل	۱ تا ۹	۴۴	۱۵-۶-۸۴	″	″	۶ تا ۲۶
۳۸	۳-۲-۸۴	″	″	۱۰ تا ختم		۲۲-۶-۸۴	″	″	۲۷ تا ۳۰
	۱۰-۲-۸۴	″	۷۴ مدثر	۱ تا ۶		۲۹-۶-۸۴	″	″	۳۱ تا ختم
	۱۷-۲-۸۴	″	″	۶ تا ۲۶	۴۵	۶-۷-۸۴	″	۸۰ عبس	۱ تا ۱۶
۳۹	۲۴-۲-۸۴	″	″	۲۷ تا ۳۲		۱۳-۷-۸۴	″	″	۱ تا ۱۶
	۲-۳-۸۴	″	″	۳۳ تا ختم		۲۰-۷-۸۴	″	″	۱۷ تا ختم
	۹-۳-۸۴	″	۷۵ قیامہ	۱ تا ۳	۴۶	۲۷-۷-۸۴	″	۸۱ تکویر	۱ تا ۷
۴۰	۱۶-۳-۸۴	″	″	۴ تا ۳۶		۳-۸-۸۴	″	″	۸ تا ۱۳
	۳۰-۳-۸۴	″	″	۳۷ تا ختم		۱۰-۸-۸۴	″	″	۱۴ تا ۲۳
	۶-۴-۸۴	″	۷۶ دھر	۱ تا ۹	۴۷	۲۴-۸-۸۴	″	″	۲۴ تا ختم
۴۱	۱۳-۴-۸۴	″	″	۱۰ تا ختم		″	″	۸۲ انفطار	۱ تا ۹
	۲۷-۴-۸۴	″	۷۷ مرسلات	۱ تا ۱۹		۳۱-۸-۸۴	″	″	۱۰ تا ۱۸
	۴-۵-۸۴	″	″	۱۸ تا ۳۷		۱۴-۹-۸۴	″	″	۱۹ تا ختم
۴۲	۱۱-۵-۸۴	″	″	۳۸ تا ختم	۴۸	۲۱-۹-۸۴	″	۸۳ مطففین	۱ تا ۱۳
	۱۸-۵-۸۴	۳۰	۷۸ نبا	۱		۲۸-۹-۸۴	″	″	۱۴ تا ۲۵
۴۳	۲۵-۵-۸۴	″	″	۱ تا ۲۱		۵-۱۰-۸۴	″	″	۲۶ تا ۳۳

۱۔ پی ٹی وی انٹرویو (غیر نشر شدہ) تین کیسٹس

۲۔ خطاب یومِ قائداعظم (۲۵/۱۲/۸۱) تحریک پاکستان کی حقیقی جنگ

۳۔ یومِ پاکستان ۲۶/۳/۸۲۔ پاکستان کا تصور کس نے دیا۔

۵۔ خصوصی درس جشنِ نزولِ قرآن۔ قرآن اور سائنس۔ ۳۰/۷/۸۲

۶۔ یومِ آزادی ۱۹۸۲ء۔ یہ وہ سحر تو نہیں ہے۔ ۱۳/۸/۸۲

۸۔ (ا) یوم قائداعظمؒ ۲۴/۱۲/۸۲۔ اسلام کے مقابل اسلام۔

(ب) عید میلاد النبی ۳۱/۱۲/۸۲۔ اسلامی مملکت . . .

۹۔ یوم پاکستان ۲۵/۳/۸۳۔ جو ہو ذوقِ یقیں پیدا۔

۱۰۔ یومِ اقبال ۲۲/۴/۸۳۔ حقیقت خرافات میں کھو گئی۔

۱۱۔ جشنِ نزولِ قرآن ۸/۷/۸۳۔ ہلالِ عید ہماری ہنسی اڑاتا ہے۔

۱۳۔ (ا) عید میلاد النبی ۱۰/۱۲/۸۳۔ اسلامی نظام قائم کرنے والے لوگ

(ب) یومِ قائداعظمؒ ۳۰/۱۲/۸۳۔ منزل انہیں ملی - - -

۱۴۔ (ا) پہلا پاکستانی کون تھا۔ یومِ پاکستان ۲۳/۳/۸۴۔

۱۵۔ (ب) اخبار نویسوں سے انٹرویو۔
خالقِ خدا اسکی گھات میں - - - یومِ اقبالؒ

۱۶۔ یومِ آزادی ۱۹۸۴ء۔ جو نہ مانگا وہ ملا جو مانگا نہ ملا۔

یوم اقبال ۸۴/ ۷۔ اقبال اور قیامِ پاکستان (پی ٹی وی سے باباجیؒ کا انٹرویو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ ثانی

مقطع کا بند

وادیٔ نمل اور اسکی ملکہ کی تفصیلی داستان آپ مجلہ طلوع اسلام کے اگست، ستمبر اور اکتوبر 96ء کے شماروں میں پڑھ چکے ہیں۔ علامہ رحمت اللہ طارق صاحب کے ان مضامین کے بعد کسی اور مضمون کی اگرچہ ضرورت نہ تھی لیکن تین اقساط پر پھیلی ہوئی اس داستان کو بیک نظر دیکھنے کے لئے جناب عبداللہ ثانی صاحب کا یہ مضمون بھی پیش خدمت ہے جسے موضوع کی مناسبت سے "مقطع کا بند" کا نام دیا گیا ہے۔ (مدیر)

ماہنامہ اشراق کے مئی کے پرچہ میں محترم طالب محسن صاحب کا مضمون بعنوان "اربابِ فکر پرویز کی خدمت میں" ایک مضمون ان کے رفیق خورشید احمد صاحب ندیم کے حوالہ سے چھپا ہے۔ جس میں انہوں نے بڑی کدو کاوش سے یہ ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے مسکنوں میں داخل ہو جائیں ورنہ ان کی فوج انہیں روند ڈالے گی۔ جبکہ بقول ان کے "فکر پرویز" کے حاملین اسے چیونٹیوں کی بجائے عام انسان سمجھتے ہیں۔

یہ بحث اچھی خاصی پرانی ہے۔ قرآنِ کریم کے اسرار و رموز وقت اور حالات کے ساتھ ساتھ اپنے معانی و مطالب کھولتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن یہ دولت صرف ان حضرات کے حصہ میں آتی ہے جو قرآنِ کریم کی آیات پر تقلید کی بجائے غور و فکر کرتے ہوں۔ جبکہ جہاں حالت یہ ہو کہ ۔

بیان میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے

ایک غلط فہمی جس کو جان بوجھ کر پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے "فکرِ پرویز" کی اصطلاح ہے۔ یاد رہے فکر پرویزؒ نام کی کوئی فکر نہ ہے اور نہ ہی مرحوم غلام احمد پرویزؒ نے پیش کی ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو قرآن کریم کا طالب علم سمجھتے رہے ہیں۔ اور بس

طالب محسن صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ قرآنِ کریم کا سب سے پہلا ترجمہ فارسی میں ہوا تھا۔ اور یہ "اعزاز" بھی اپنے وقت کے سب سے پہلے تاریخِ اسلام کے مورخ ابن جریر طبری کو حاصل ہے۔ کسی بھی اصطلاح کے بدلنے سے سارے کا سارا مفہوم بدل جاتا ہے۔ ایک سطر پہلے راقم نے "تاریخ اسلام" لکھا۔ تاریخ اسلام صرف اور صرف قرآن کریم ہے اور بس۔ باقی جو کچھ آپ

نظر آتا ہے وہ مسلمانوں کی تاریخ ہے۔ اور یہی وہ پہلی ٹھوکر ہے جو لگ جاتی ہے۔ جس سے بعض حالات میں اقوام کی تقدیر کے دھارے بدل کر رہ جاتے ہیں آج بھی ہر شخص یہ کہتا ہے کہ اس وقت دنیا میں اسلامی مملکتیں پچاس کے لگ بھگ ہیں۔ حالانکہ ایک مملکت بھی اسلامی نہیں ہے بلکہ ان مملکتوں پر مسلمان حکمران ہیں۔ اسلامی مملکت اور مسلمانوں کی حکمرانی دو متضاد حقیقتیں ہیں۔ راقم کو معلوم نہیں کہ طالب محسن صاحب کی عمر کیا ہے۔ تاہم اگر وہ پچاس سال سے زائد عمر کے ہوں تو ان کو خالص گھی اور ڈالڈا کا دور یاد ہو گا۔ خالص گھی خالص گھی ہوا کرتا تھا اور اگر اس میں ملاوٹ ہوتی تو اسے وناسپتی گھی کہا جاتا۔ رفتہ رفتہ ڈالڈا نے اس کی جگہ لے لی اور ڈالڈا کو لوگ بھی گھی ہی کہنے لگے ۔ ایک وقت آئے گا جب کوکنگ آئیل کو بھی لوگ گھی ہی کہا کریں گے۔

چنانچہ قرآنِ کریم کا پہلا ترجمہ جب عربی سے فارسی میں ہوا تو اس کے بعد کسی کو یہ جرأت تک ہی نہ ہو سکی کہ قرآن کریم کی تشبیہات یا اس قسم کے نام مثلاً" وادیٔ نمل۔ ہُدہُد۔ عصائے موسیٰؑ - یدبیضا۔ اور جن وغیرہ کے متعلق کچھ کہا جا سکے یا اسے ایسے معانی دیئے جا سکیں جو عقل و ہوش کے زیادہ نزدیک ہوں۔ امام طبری نے پہلی مکھی ماری اور اس کے بعد مکھی پر مکھی مارتے چلے گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآنِ کریم کو سمجھنے میں برصغیر کے علماء کا سب سے بڑا حصہ ہے جو مصر سے کسی بھی طور کم نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قرآنِ کریم مکہ معظمہ اورمدینہ منورہ میں نازل ہوا۔ مصرمیں مدون ہوا اور برصغیر میں سمجھا گیا۔ اپنے دلائل کو خود محکم کہنے سے شاید بات نہ بنے کیونکہ

مشک آں است کہ خود ببوید
نہ کہ عطار بگوید۔

پچھلے دنوں مجھے ایک بس میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ ایک خاتون اگلی نشست پر ایک بچے کو گود میں لئے بیٹھی تھی۔ پیچھے سے ایک ادھیڑعمر کے شخص نے پشتو میں خاتون کو کہا "کہ طوطی دے تنگئی نو مالائے راکہ" اگر طوطا تمہیں تنگ کر رہا ہو تو مجھے دے دو۔ میرے کان کھڑے ہو گئے کہ بس میں خاتون کو طوطا کیسے تنگ کررہاہے اور مجھے توکوئی پنجرہ بھی نظر نہیں آ رہا۔ خاتون نے بچے کو اس شخص کے حوالہ کردیا۔ اور آسان باش ہو گئی۔ لیکن میرے تجسس کا کیا بنے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے اس شخص سے پشتو میں پوچھا کہ آپ نے اس عورت سے طوطا مانگا تھا اوراس نے آپ کو یہ بچہ حوالہ کر دیا۔ طوطا کہاں ہے۔ اس شخص نے جواب دیا۔ اس بچے کا نام طوطی (طوطا) ہے۔ اپنی جہالت پر مسکرایا اورخود کو کہنے لگا کہ سوچ کر بات نہیں کرو گے تو تمہارا یہی انجام ہو گا۔ شکر ہے کسی نے نہیں دیکھا۔

پشاور سے پانچ کلومیٹر مشرق کی جانب ایک بڑا گاؤں ہے جو چرگوکلے یا کگڑاں کے نام سے مشہور ہے۔ مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ہم جیسے لوگ آباد تھے۔ میری جہالت دیکھیں۔ میں یہ سمجھا تھا کہ وہاں سوائے مرغیوں کے کچھ بھی نہ ہو گا۔ پشتو میں "چرگو" مرغیوں کو کہتے ہیں۔ یہی کچھ میرے ساتھ اس وقت بھی ہوا جب چرگو کلے سے بیس کلومیٹر آگے گیا اور ایک مشہور قصبے "پڑانگ" میں داخل ہوا۔ پڑانگ پشتو میں چیتے کو کہتے ہیں۔ ڈرتے ہوئے میں گاؤں میں داخل ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہاں تو

عام لوگ بستے اور ہم جیسے مکانوں میں رہائش یا سکونت رکھتے ہیں۔ صرف پشتو ہی پر کیا موقوف یہی کچھ ہر ملک اور ہر علاقے میں ہوتا رہے گا۔ اتنی تمہید باندھنے کا مقصد یہ تھا کہ بات عقل کی طرف بڑھ جائے اور توہمات کے اندھیروں سے نکل کر ہم اُن صاحب عقل و ہوش کو سمجھا سکیں۔ کہ آج کا دور چاند اور سورج پر کمندیں ڈالنے کا دور ہے۔ توہمات اور اندھے عقائد اب قصۂ پارینہ بن چکے ہیں۔ اب زمین سورج کے گرد گھوم رہی ہے اور زلزلے بیل کے سینگ پر کھڑی دنیا میں بیل کے سینگ تبدیل کرنے سے نہیں آتے۔ آپ اگر صحیح بخاری کے ان مفروضوں کو تسلیم نہیں کرتے تو مجھے بھی یہ حق دیں کہ میں آپ کو ارباب فکر اشراق کے کھاتے میں ڈال دوں۔ میرے بھائی! تسخیر کائنات کا دور ہے۔ قرآنی حقائق کو ظنیت سے نکالنے کا دور ہے۔ مذکر اور مونث کے صیغوں سے باہر نکلنے کا وقت آ چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی فطیری یا خمیری روٹی کھانے کا وقت گذر چکا ہے۔ جنت میں حوض کوثر کے گرد پھیلے ہوئے آب خوروں کی تعداد پر جھگڑنے کا قصہ بہت پرانا اور مضحکہ خیز بن چکا ہے۔ خدارا قرآن کریم کو "مہجور" نہ کرو۔ اس کی تعلیمات کو اتنا عام فہم بنا دو کہ کہیں بھی عقل و ہوش کے ساتھ اس کا ٹکراؤ نہ ہونے پائے۔

آج بھی آپ کسی یمانی سے پوچھیں تو وہ یہی جواب دے گا کہ وادیٔ نمل موجود ہے۔ اور وہاں جانے کی بھی کیا ضرورت ہے۔ خود منیٰ کے قریب آج بھی وادیٔ نار موجود ہے۔ راقم نے وہاں کوئی آگ نہیں دیکھی۔ بڑی بڑی اقوام مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ ختم ہو چکی ہیں۔ قومِ عاد و ثمود کا نام باقی ہے۔ اسی طرح بنی نمل بھی ختم ہو چکے ہیں۔ ہمارے ہاں جب کوئی سیاسی جلسہ کامیاب ہوتا ہے تو اس کے لئے محاورے کے طور پر کہا جاتا ہے کہ "جلسہ کبن خلق تش ماشی اور میرژی و" جلسے میں اتنے لوگ تھے جیسے مچھر اور چیونٹیاں۔ پشتو ادب میں اکٹھے رہنے کی اس سے بہترین تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ اب ہوسکتا ہے کہ اس زمانے کے مطابق بنی نمل تعداد میں زیادہ ہوں اور اپنے دفاع کے لئے اکٹھے نکلتے ہوں اس لئے ان کا نام ہی بنی نمل پڑ گیا ہو۔ تاہم وہ تھے انسان۔

عربی کی وسعت ہی کی وجہ سے اسے قران کی زبان ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ چیونٹیاں بلوں میں رہتی ہیں۔ بل کو عرب میں خزق اور تقب کہتے ہیں۔ اسی طرح غار عربی کا لفظ ہے۔ کہف بھی غار کو کہا جاتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ غار چھوٹا ہوتا ہے اور کہف وسیع جائے پناہ۔ اصحاب کہف کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔ ان کا نام لینے سے آپ کو کچھ اور یاد نہ آ جائے۔ یہ موضوع علیحدہ ہے۔

آیت اس طرح ہے۔

وَ حُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
وَالطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ○ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ
قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا
یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ (27
/17-18)

خورشید صاحب کا ترجمہ۔

اور سلیمانؑ کے جائزے کے لئے اس کا سارا لشکر جنوں، انسانوں اور پرندوں سے اکٹھا کیا گیا۔ اور ان کی درجہ بندی کی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کی وادی میں جا پہنچے۔ ایک چیونٹی نے کہا۔

اے چیونٹیو اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ۔ سلیمانؑ اور اس کا لشکر تمہیں پامال نہ کر ڈالے۔ اور انہیں اس کا احساس بھی نہ ہو۔

آیت کا مفہوم : سلیمانؑ کے لشکروں میں، شہروں کے مہذب باشندے، جنگلوں اور پہاڑوں کے دیوہیکل وحشی، اور قبیلہ طیر کے شہسوار سب شامل تھے۔ انہیں (کیمپوں میں) روک کر رکھا جاتا تھا تاکہ مناسب تربیت اور ٹریننگ سے ان سے مفید کام لئے جائیں۔

(سلیمانؑ کو معلوم ہوا کہ سبا کی مملکت، اس کے خلاف سرکشی کا ارادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ وہ بطور حفظِ ماتقدم اس کی طرف لشکر لے کر روانہ ہوا۔ راستے میں وادیٔ نمل پڑتی تھی۔ (ملکِ سبا کی طرح اس مملکت کی سربراہ بھی ایک عورت تھی) جب اس نے اس لشکر کی آمد کی خبر سنی تو اپنی رعایا کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں جاکر پناہ گزین ہو جائیں ایسا نہ ہو کہ یہ لشکر جرار اتنا معلوم کئے بغیر کہ تم اس کے دشمن کی قوم سے کسی قسم کا تعلق رکھتی ہو یا نہیں، تمہیں یونہی کچل ڈالے۔ (فوجیں یہی کچھ کیا کرتی ہیں ان کے راستے سے ہٹ جانا ہی قرینِ مصلحت ہوتا ہے)۔

ایک ترجمہ اور دوسرا مفہوم آپ کے سامنے ہے۔ قرآنِ کریم کی آیات کے ترجموں نے ہی ہمیں یہ دن دکھایا ہے۔ خدا کے کلام کا ترجمہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ اسے سمجھا جا سکتا ہے اور ایک نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ نتیجہ اخذ کرنے کے لئے عقل و شعور کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ چیونٹیوں کے بل ہوتے ہیں جو ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ایک ہی بل میں رہتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر یہ چیونٹیاں ہی تھیں تو پھر بلوں سے باہر یہ کیا کر رہی تھیں۔ اور اگر یہ لشکر رات کے وقت گزرتا (جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے) تو اس صورت میں بلوں سے باہر ان کا کیا کام تھا۔ ہر روز ہماری روزمرہ زندگی میں سینکڑوں چیونٹیاں ہمارے پاؤں تلے کچلی جاتی ہیں۔ تو کیا ہماری گرفت اس بات پر ہو گی۔ اور آخر وہ کتنی ہوں گی۔ عربی میں تو چیونٹی کا صیغہ اردو کی طرح مذکر اور مونث میں موجود ہے۔ پشتو میں سرے سے موجود ہی نہیں۔ اس صورت میں ہم گرائمر کو سامنے رکھ کر صیغے کا دھیان کرتے ہوئے نملہ کا ترجمہ کیا کریں گے۔ اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ قرآنِ کریم کا کوئی لفظ بغیر ترجمہ کے رہ جائے اس صورتحال میں پٹھانوں کے لیے کیا حکم ہے۔ جانوروں کے لئے رہنے کے اپنے اپنے نام ہیں جو بعض حالات میں موجود ہیں اور بعض میں نہیں۔ میں پٹھان ہوتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ تم سب اپنے اپنے گھروں میں چلی جاؤ لیکن طالب محسن صاحب فرمائیں گے کہ اپنی بلوں میں چلی جاؤ۔ سننے والا فوراً فرق محسوس کرے گا کہ اولذکر اُردو سے بے بہرہ ہے جبکہ ثانی الذکر اردو دان ہے۔ لیکن اسکا کیا بنے گا جب 1992ء میں اخبار کی شہ سرخی کا ترجمہ محترم خورشید صاحب کو کرنا پڑے۔ خبر ملاحظہ ہو:

طائرات العراقیہ ضرب القنابل علی جدہ

عراقی پرندوں نے دادی / نانی ماں پر بم برسائے۔

نملہ کو چیونٹی نہ سمجھنے والے

پرویز صاحب زندہ ہوتے تو اس خبر کا ترجمہ یوں کرتے۔

عراقی طیاروں نے جدہ شہر پر بم برسائے۔ ظاہر

ہے جدہ شہر بھی ہے اور نانی یا دادی کو بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ جدہ میں مائی حوا (جو ایک فرضی نام ہے) کا مزار ہے۔ (راقم کا دیکھا ہوا ہے۔) اگر اخبار کا یہ ٹکڑا ایک ہزار سال کے بعد دستیاب ہوا تو اس خبر کے لئے ایک من گھڑت افسانہ تراشا جائے گا کہ اس زمانے میں شہروں میں موجود جو خاتون نانی یا دادی ہو جاتی تھی اسے جدہ منتقل کر دیا جاتا تھا۔ پھر پرندے آتے اور ان کو ان کے اعمال کے نتیجہ میں چونچوں میں پتھر اٹھا کر ان پر برسایا کرتے تھے۔ ظاہر ہے ایک مفروضے کے لئے سینکڑوں مفروضے گھڑنے پڑتے ہیں۔

نوشہرہ کے قریب ایک فوجی پلاٹون کا نام (Home of Scorpiorns) ہے۔ خدانخواستہ اگر یہ شہر تباہ ہو جائے اور ہزار بارہ سو سال بعد یہ بورڈ کسی کے ہاتھ آ جائے تو یہی کہے گا کہ یہاں بچھو رہا کرتے تھے۔ لوگوں کو بورڈ کے ذریعہ خبردار کیا جاتا تھا کہ کوئی غلطی سے بچھوؤں کے اس گھر کی طرف نہ آ جائے اور موت سے ہمکنار نہ ہو جائے۔

اسی طرح انگریزی میں کئی نام ہیں۔ مسٹر سٹون (پتھر، خود میرے کتے کا نام ہے) مسٹر بلیک' کالا صاحب۔ مسٹر وہائٹ۔ جناب ابیض صاحب۔ مس وڈ۔ لکڑی بیگم۔ وغیرہ۔ چونکہ پرویزؒ صاحب ان تمام کو انسان سمجھتے تھے اس لئے وہ انہیں بحیثیت انسان ہی مخاطب کرتے ہیں۔

کویت میں آج بھی ایک قبیلے کا نام بنی کلاب ہے۔ کیا وہ سب کتے کی اولاد ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح جہاں تک مساکن کا تعلق ہے تو

شیر کا مسکن غار ہے۔
گھوڑے کا اصطبل
چڑیا کا گھونسلہ۔
سانپ کا بل۔

انسان کا گھر یا مسکن جہاں وہ سکونت اختیار کرتا ہے' یا رہائش رکھتا ہے۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ چیونٹیوں کے بل کو مسکن کہنا مناسب ہے تو بھی قرآن کریم میں **مساکنکم** کا لفظ آیا ہے جو جمع کا صیغہ ہے۔ یعنی تم اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ۔ جیسا کہ عرض کر چکا ہوں چیونٹیاں لاکھوں کی تعدا میں ایک ہی بل میں رہتی ہیں۔ للذا نملہ کو کہنا چاہئے تھا کہ **ادخلو مسکنکم** (مسکن میں داخل ہو جاؤ)۔

رہی یہ بات کہ چیونٹیوں میں سے ایک چیونٹی نے کہا۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ سردار تھی۔ کیا وہ حاکم وقت تھی۔ آخر اس ایک چیونٹی کو یہ شعور کیسے حاصل ہو گیا اور پھر باقی چیونٹیوں نے اس کے اس مفروضے کو کیسے مان لیا۔ کیونکہ عقل و شعور میں تو سب برابر تھیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی سردار چیونٹی تھی۔ اب اگر یہ سردار چیونٹی تھی تو ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ چیونٹیوں کی یہ سرداری کب ختم ہوئی۔ شہد کی مکھیاں تو نہیں تھیں جن کی ایک ملکہ ہوتی ہے اور سب اس کا حکم مانتی ہیں۔ یہ سلسلہ ازل سے ابد تک جاری ہے اور رہے گا۔ (یہ ایک علیحدہ موضوع ہے)۔

یہ قصہ کچھ اس طرح کا ہے کہ

1- فلاں مقام پر مچھیروں کی ایک بستی تھی۔ مچھیرن ان کی سردار تھی۔ مچھیرن نے حکم دیا کہ آج سے مچھلیوں کے شکار پر پابندی عائد کی جاتی ہے۔

2- دریائے سندھ کے کنارے دھوبیوں کی ایک وادی ہے جس میں ایک دھوبن سردار ہے اس دھوبن نے آئندہ سے کپڑے نہ دھونے کا حکم صادر

لیا۔

1 بنگلہ دیش کی بنگالن حکمران (خالدہ ضیاء) نے اپنی قوم بنگالیوں کے نام اپنے ایک پیغام میں کہا۔ قرآن کریم نے انبیاء کے علاوہ کسی بھی حکمران مرد ہو یا عورت کا نام نہیں لیا ایک صحابی حضرت زیدؓ اور حضرت مریمؑ کا۔ جس کی وجوہات بیان کرنے کا یہ موقعہ نہیں۔

عربوں کے نام بھی عجیب ہوتے ہیں۔ صرف عربوں پر ہی کیا موقوف' دنیا کے اکثر ملکوں میں ایسا ہوتا ہے۔ مثلاً"

1- داوٗد من عائلتہ فانوس۔ داوٗد فانوس کے خاندان سے۔ یہ وہی فانوس ہے جو اردو میں بھی مستعل ہے۔

2- احمد بن البغل عراقی۔ بغل خچر کو کہتے ہیں اب یہ خاندان ہی بغل ہو گیا ہے۔چونکہ ان کا پڑدادا خچروں کا کاروبار کرتا تھا اس حوالہ سے یہ خاندان ہی بغل قرار پایا۔ اب اگر ان کے حقیقی معنی لئے جائیں تو پھر بات کیا سے کیا ہو جائے گی اور ایک ٹھوکر کھانے سے نہ جانیں کتنی اور ٹھوکریں کھانا پڑیں گی اور معاملہ مکڑی کے جالے کی طرح اُلجھ جائے گا۔

محترم طالب محسن صاحب نے اپنے مفروضے کو ثابت کرنے کے لئے پندرہ صفحات سیاہ کئے ہیں۔ صفحہ 12 پر اسم نمل کا عنوان دے کر اسے اصل بحث سے غیر متعلق قرار دیا کہ یہ کوئی قبیلہ بھی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اصل بحث ہی یہ ہے کہ یہ ایک قبلیہ تھا جو اب ناپید ہے۔ موصوف فرماتے ہیں کہ۔

"عرب قبائل کے اسماء پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ اسم جنس سے کسی قبیلے کے موسوم ہونے کی کوئی مثال موجود نہیں۔ اس کی وجہ بہت سادہ ہے۔ بالعموم قبیلے کا نام کسی بڑے فرد کے نام سے ہوتا ہے اور ظاہر ہے فرد کا نام اسم جنس سے رکھنا قرین قیاس نہیں"

بہت خوب ! بنی کلاب آج بھی موجود ہیں۔ (کتے کی اولاد)۔ کلب اسم جنس ہے۔ اور اسی حوالہ سے بنی کلاب ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا نام اسد ہے جو شیر کی خصوصیت کی وجہ سے منسوب ہے۔ ہمارے ہاں شیر خان بہت عام نام ہے۔ اسی نسبت سے بنی اسد کا قبیلہ آج بھی موجود ہے۔

آیئے ذرا مصباح اللغات کے صفحہ 898 کو پڑھتے ہیں۔ کہیں بھی خود وضع لفظ نملیہ نہیں پایا جاتا۔ نمل (ن)- نملا و نمل (س)- (ن سے باب نصر' ینصر اور س سے مراد باب سمع یسمع ہے) چغلخوری کرنا۔ نمل و نمل فی الشجر۔ درخت پر چڑھنا۔ نمات (س) نملایدہ۔ ہاتھ کا سن ہو جانا۔ (راقم- پشتو میں ہاتھ یا پیر کے سن ہونے کو کہا جاتا ہے کہ لاس م میگی میگی شو" میری ہاتھ پر چیونٹیاں چڑھ گئی ہیں)

تن مل القد م - حرکت کرنا اور بعض کا بعض میں داخل ہونا۔

النامل- چغل خور۔

النامل - النامل کامونث۔ عام راستہ۔ (زمین میں چیونٹیوں کی طرف سے بنے ہوئے راستے کو دیکھیں۔ راقم)

النمل والنمل- چیونٹی واحد۔ **نملة ونملة** (مذکر و مونث) ج نمال۔ انمل' پہلو کی پھنسیاں

النمل- چغل خور۔ بہت چیونٹیوں والی جگہ کو کہا جاتاہے۔ **مکان نمل وارض نملة** اور کہا جاتا ہے **فرس نمل** اور **نمل القوائم**۔ گھوڑا جو کیلیں کرنے کی وجہ سے ایک جگہ قائم نہ رہے۔ رجل

نمل او نمل الاصابع ہر کام میں پھرتیلا مرد۔
النملہ چھوٹے جانور کے کھر کی پھٹن۔ پہلو کی پھنسیاں۔ ایک قسم کی پھنسی جس میں سوزش ہوتی ہے اور جو جگہ بدلتی رہتی ہے۔
النملہ حوض کا بقیہ پانی کہا جاتا ہے۔
فرس دوعلۃ بہت حرکت کرنے والا گھوڑا
النملۃ چغلخوری۔
النملان۔ کسی چیز پر اوپر سے جھانکنا۔
النمیلہ چغلخوری۔
النملی والمنملہ من النساء۔ ایک جگہ پر قرار نہ لینے والی عورت۔

ان تمام الفاظ میں کہیں بھی یہ نئی اصطلاح نہیں پائی جاتی کہ **قالت نملۃ** کی جگہ **قالت نملیۃ** آنا چاہئے تھا۔ یہ وضع کردہ عربی ہے اور عربی قواعد کے بالکل خلاف۔

جہاں تک مذکر اور مونث کے صیغوں کا تعلق ہے تو اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک لفظ یا اسم ایک زبان میں مذکر ہو گا تو دوسری زبان میں مونث۔ یہ ضروری نہیں کہ دونوں زبانوں میں یا تمام زبانوں میں مذکر یا مونث ہو۔ مثلاً" اردو ادب نے بڑی کوشش کی کہ چاند کو مونث قرار دے لیکن ناکام ہوے۔ کیونکہ ادھر سورج مذکر ہے۔ جبکہ پشتو میں سورج مذکر اور چاند (سپوگمے) مونث ہے۔ ظاہر ہے مذکر محبوب کے لئے سورج سے اور مونث محبوب کے لئے چاند سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ موصوف نے صفحہ 20 پر تذکیر و تانیث میں معاملے کو الجھا کر رکھ دیا ہے۔ اصنام عربی میں مذکر اور اردو میں بھی مذکر یعنی بت کیلئے ہے۔ تماثیل جو تصاویر کو کہتے ہیں۔ عربی اور اردو دونوں میں مونث کے صیغے میں استعمال ہوتے ہیں جبکہ پشتو میں بت اور تصویر دونوں مذکر ہیں۔ دراصل موصوف یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ عربی متن کا ترجمہ کر رہے ہیں' اور یہ ضروری نہیں کہ متن مذکر ہو تو اس کا ترجمہ بھی مذکر ہو گا۔

آخر میں موصوف نے صفحہ 24 پر بڑی پیاری بات کی ہے۔ "جس طرح کسی ملک کی فتح ایک بہت بڑی نعمت ہے"۔ عراق نے کویت کو چند لمحات میں فتح کیا اور کتنی بڑی نعمت ان کے ہاتھ آئی۔ یہ الگ بات ہے کہ جو بعد میں امریکہ کی دخل اندازی سے یہ نعمت امریکیوں کے ہاتھ آ گئی۔ یا للعجب!

موصوف نے تاریخی ثبوت بھی صفحہ 24 پر فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور مودودی مرحوم کا ایک اقتباس جو انہوں نے "جیوش انسائیکلو پیڈیا" سے لیا ہے کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اور ساتھ ہی اسے اسرائیلیات سے تعبیر کیا ہے۔ یہاں ایک سوال بہت ضروری پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کی آیات یا اس میں موجود تاریخی واقعات کو اسرائیلیات کے تابع کیا جائے؟

کتنے افسوس کی بات ہے کہ مرحوم نے جہاں اور بہت سی پست قسم کی اسرائیلیات کو نقل کیا ہے وہاں ایک چیونٹی کی زبانی ایک برگزیدہ نبی کے حق میں حقیر بوند سے پیدا ہونے کا حوالہ بھی دیا ہے۔ دراصل ان علماء کے پاس اپنا تو کوئی علم ہوتا نہیں۔ بس اس قسم کی خرافات سے اپنی کتابوں کو ضخیم بناتے رہتے ہیں اور ایک سیدھی سادھی بات کو اسرائیلیات میں ایسا الجھا دیتے ہیں کہ کوئی بھی صاحب علم و دانش اس پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔

قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے

دماغ کو ان تمام خرافات سے پاک کرنا پڑے گا جو اس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ **لا یمسه الا المطهرون** جہاں تک ترجموں کا تعلق ہے تو آج بھی قرآن کریم کی ایسی آیات موجود ہیں جن کا ترجمہ کر کے دکھائیں اور وہ بھی ایک ہی فقرے میں۔

انا نحن نحی و نمیت و الینا المصیر (50/43)

اس کے چھ الفاظ میں جو پانچ مرتبہ "ہم" (We) کی تکرار ہے اسے کونسی زبان ادا کر سکے گی۔ خمیری اور فطیری روٹی کے جھگڑے سے باہر نکلو۔ قوم کو تسخیر کائنات کے رستے پر ڈالو تاکہ تم خدا کے اس وعدے کو پورا کر سکو کہ

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (3/138)

جب تم مومن ہو تو غمگینی اور افسردگی کے کیا معنی؟

جب تک تم اس روش پر قائم رہو گے تم پر کوئی غالب نہیں آ سکے گا۔

اور ہم ہیں کہ تذکیر و تانیث کے جھگڑوں میں الجھے ہوئے ہیں۔

سلسبیل

ایک معرکہ آراء تصنیف

"قائداعظم کے تصور کا پاکستان" کے بعد علامہ پرویز کے اہم مضامین کا بصیرت افروز مجموعہ شائع ہو رہا ہے

فہرست عنوانات حسب ذیل ہے

عبادت	قرآن کے باطنی معانی
نظریہ ارتقاء اور قرآن	اسلام کیا ہے؟
نجات	اسلام ہی کیوں سچا دین ہے؟
ثواب	دین خداوندی کے دشمن
زکوۃ	انسان
میثاق خداوندی	شرک
مملکت کا قرآنی تصور	ایک نورانی صبح
لاہور کا ایک علمی مذاکرہ	وہ مرد درویش
انسان اور خارجی کائنات	لارڈ برٹرنڈ رسل سے ایک ملاقات
اردو میں نماز	پروفیسر ٹوئن بی سے چھ سوالات

مینیجر طلوع اسلام ٹرسٹ

باغبان حضرات کے نام (کھلا خط) (4)

"باغبان ٹاؤن"

اسلام علیکم!

جناب والا ! کرہ ارض پر انسانی زندگی ممکنات زیست کو روندتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے جہاں لہلہاتے کھیت میلوں تک نظر آیا کرتے تھے وہاں گنجان انسانی آبادی میں ایک درخت تک نظر نہیں آتا۔ جہاں میلوں تک سایہ دار درخت ہوتے تھے وہاں درختوں کی کٹائی اور بار بار آگ لگانے کے عمل نے پہاڑوں اور میدانوں کو صاف کر کے رکھ دیا ہے۔ اس میں جہاں خودغرض، کوتاہ اندیش اور نادان دوستوں کا ہاتھ کار فرما ہے وہاں انگریز کے بنائے ہوئے بعض قوانین بھی آڑے آ جاتے ہیں۔ کہ سات سال بعد جنگلات کے ملبہ کو آگ سے صاف کر دیا جائے۔ آزادی کا تقاضا ہے کہ ایسے تمام نقصان دہ قوانین میں رد و بدل کیا جائے یا انہیں ختم کر دیا جائے اور اکیسویں صدی کو خوش آمدید کہتے ہوئے تمام ممکنات زیست کا نہ صرف تحفظ کیا جائے بلکہ ان کی طرف دوستانہ ہاتھ بڑھا کر ایسا خوشگوار ماحول پیدا کیا جائے کہ انسانی بستیاں "باغبان ٹاؤن" بن جائیں۔

باغبان ایسوسی ایشن اپنے ریزولیوشن نمبر15 مورخہ 7 اکتوبر 96ء کے ذریعہ جناب چیئرمین صاحب سی ڈی اے (CDA) اسلام آباد اور محترم وزرائے اعلی صاحبان پنجاب، سندھ، بلوچستان اور صوبہ سرحد سے استدعا کر چکی ہے کہ وہ اپنے ہاں "باغبان ٹاؤن" قائم کرنے کی تجویز پر غور فرمائیں اور مناسب جگہ پر اس کا قیام عمل میں لائیں۔

باغبان حضرات اور قارئین سے استدعا ہے کہ وہ اپنے طور پر "باغبان ٹاؤن" تحریک کو کامیاب بنانے میں موثر کردار ادا کریں۔

مورخہ 7 اکتوبر 96ء
انسانی بستیوں کا عالمی دن

والسلام
ملک حنیف وجدانی
صدر باغبان ایسوسی ایشن
معرفت پوسٹ کوڈ نمبر47224
موہڑہ سیداں۔ مری

Most Wanted Demand of Telephone Subscribers of Pakistan

"ISD TELEPHONE CODE DIRECTORY"

Our Organization had printed ISD Telephone Code Directory in 1987, but after that the Code numbers of most of the countries & cities have been Changed. So we are bringing out latest edition in 1997.

It will also be a good media for advertisements of your products and services.

Our Rates are as under :-

Back Cover	*Rs.*	*10,000/=*
Inside Front Cover	*Rs.*	*7,000/=*
Inside back Cover	*Rs.*	*6,000/=*
Full Page	*Rs.*	*4,000/=*
Half page	*Rs.*	*2,000/=*
Panel	*Rs.*	*500/=*

Rs. 500/= extra for each colour.

For further details contact :-

HOTLINE PUBLISHERS

5C-7/6 (2nd Floor),
Nazimabad, Karachi-74600.
Phone : 6614848

Discover the wide world of Islamic literature

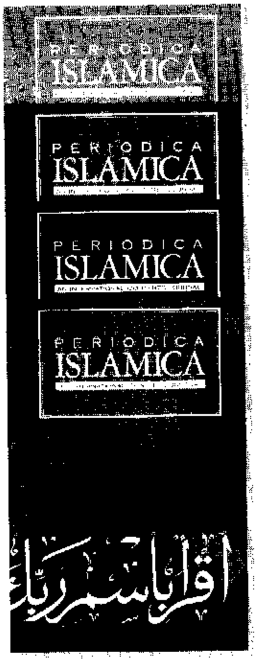

The journal is produced to a very high standard, and should be a very useful source for all libraries and information users concerned with Islamic issues.
Information Development (London), Volume 7, Number 4, pages 241-242

This journal is doing a singular service to the cause of the publicity of periodical literature on Islamic culture and civilization in all its diverse aspects. Every scholar of Islamic Studies should feel indebted to you for this service.
PROFESSOR S.M. RAZAULLAH ANSARI
President, International Union of History and Philosophy of Science (IUHPS)
Commission for Science and Technology in Islamic Civilization, New Delhi, India

*(*Periodica Islamica *is) an invaluable guide...*
PROFESSOR BILL KATZ
Library Journal (New York), Volume 118, Number 21, page 184

Periodica Islamica *is a most valuable addition to our reference collection.*
PROFESSOR WOLFGANG BEHN
Union Catalogue of Islamic Publications, Staatsbibliothek Preussischer Kulturbesitz
Berlin, Germany

It is recommended for all research libraries and scholars of the Islamic viewpoint.
DR. RICHARD R. CENTING
MultiCultural Review (Westport, Connecticut), Volume 2, Number 1, page 40

You should be congratulated on Periodica Islamica *which should prove to be a valuable journal to persons interested in Islam and the entire Muslim World.*
AMBASSADOR (RTD.) CHRISTOPHER VAN HOLLEN
The Middle East Institute, Washington DC, USA

Periodica Islamica is an international contents journal. In its quarterly issues it reproduces tables of contents from a wide variety of serials, periodicals and other recurring publications worldwide. These primary publications are selected for indexing by ***Periodica Islamica*** on the basis of their significance for religious, cultural, socioeconomic and political affairs of the Muslim world.

Periodica Islamica is the premiere source of reference for all multi-disciplinary discourses on the world of Islam. Browsing through an issue of ***Periodica Islamica*** is like visiting your library 100 times over. Four times a year, in a highly compact format, it delivers indispensable information on a broad spectrum of disciplines explicitly or implicitly related to Islamic issues.

If you want to know the Muslim world better, you need to know ***Periodica Islamica*** better.

Founding Editor-in-Chief ❑ Dr. Munawar A. Anees
Consulting Editor ❑ Zafar Abbas Malik
***Periodica Islamica*, 31 Jalan Riong**
Kuala Lumpur-59100, Malaysia

America Online • dranees
CompuServe • dranees
Delphi • drmanees
InterNet • dranees@klcyber.pc.my
URL • http://www.ummah.org.uk/dranees/periodica/

PERIODICA ISLAMICA
AN INTERNATIONAL CONTENTS JOURNAL

Subscription Order Form

Annual Subscription Rates
❑ Individual US$40.00 ❑ Institution US$249.00

Name ____________________

Address ____________________

City, State, Code ____________________ **Country** ____________________

❑ Bank draft ❑ (American Express)
❑ coupons ❑ (MasterCard)
❑ Money order ❑ (Visa)

❑❑❑❑-❑❑❑❑-❑❑❑❑-❑❑❑❑

Expiration date ____________________

Signature ____________________

BY PHONE — To place your order immediately telephone (+60-3) 282-5286

BY FAX — To fax your order complete this order form and send to (+60-3) 282-8489

BY MAIL — Mail this completed order form to ***Periodica Islamica***

SUBSCRIBERS IN MALAYSIA MAY PAY AN EQUIVALENT AMOUNT IN RINGGIT (M$) AT THE PREVAILING EXCHANGE RATE

Subscribe Now! Subscribe Now! Subscribe Now! Subscribe Now!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید انعام الحق

پاکستان میں سیاسی میلہ

آج کل پاکستان کی کیفیت ایک سیاسی میلے کی سی ہے۔ عُرس اور میلے اکثر اوقات زندہ لوگوں کے نہیں ہوتے بلکہ یہ میلے مزاروں' درباروں' مرقدوں اور قبروں پر لگائے جاتے ہیں۔ چونکہ بادشاہی مسجد کے دروازے کے قریب علامہ اقبالؒ کا مزار اور کراچی میں قائداعظمؒ کا مزار شائد ناہنجار قوم کے لئے ناکافی تھے'اس لیے میلے کو بھرپور اور جوبن پر لانے کے لئے پورے پاکستان کو علامہؒ اور قائدؒ کے تصورات' خیالات اور خواہشات کامزار بنا دیاگیا ہے' جبکہ چند بزرگ واعظ و نصیحت میں رطب اللسان ہیں لیکن نگار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔

چند سال قبل ہی کی بات ہے کہ عوام جن کو بھانڈ' میراثی' نقلیئے' لفنگے اور تلنگے کہتے تھے' اب انھیں مہذب زبان میں آرٹسٹ کہہ لیتے ہیں۔ اور یہ سیاسی آرٹسٹ پاکستان میں لگے ہوئے اس میلے میں چہار سُو اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ روایتی میلے کی طرح ہر طرف شور وغوغا ہے' افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔ بھانت بھانت کی بولیاں بولی جا رہی ہیں' دھا چوکڑی مچی ہوئی ہے۔ کہیں سیاسی پہلوان ایک دوسرے کو چت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں اور کہیں سیاسی جیب کترے عوام کی جیبوں پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ کہیں شرفاء کی پگڑیاں اچھالی جا رہی ہیں اور کہیں سیاسی مُشٹنڈے ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑے اور دھمال ڈال رہے ہیں۔ کہیں سیاسی خواتین اپنی نسوانیت کو کام میں لاتے ہوئے عوام کی توجہ اپنی طرف مبذول کروا رہی ہیں اور کہیں سیاسی خسرے اپنا کھاڑا لگائے ہوئے ہیں۔ کلین شیو اور میک اپ سے وہ عورتیں تو نہیں بن جاتے لیکن مرد بھی نہیں رہتے۔ میلے کی رونق کو دوبالا کر رہے ہیں۔

پاکستان کے اس سیاسی میلے میں میلے کا ہر گوشہ اور ہرحصہ اپنا جداگانہ تشخص لیے ہوئے ہے۔ ایک طرف شراب و شباب کی مہذب محفلیں جم رہی ہیں' تو دوسری طرف جوئے خانے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اپنا کام کر رہے ہیں۔ میلے میں چند داداگیر بھی ہوتے ہیں جو ہر قیمت پر اپنا جگا وصول کرتے رہتے ہیں۔ میلے میں سجے ہوئے ہر دکان اور چھابڑی لگانے والے سے اپنا کمیشن وصول کرتے رہتے ہیں۔ میلے میں آیا ہوا کوئی شخص ان کی دسترس سے بچ نہیں سکتا۔ اور میلے میں آئی ہوئی کوئی عورت ایسی نہیں ہوتی جس پر یہ دست درازی نہ کریں۔ اسی سیاسی رنگینی کو سیاسی میلہ کہتے ہیں اور یہ میلہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ پاکستان پر مسلط ہے۔

چند سیاسی بازی گر سرکس کے جھولوں میں بیٹھے اوپر سے نیچے اور دائیں سے بائیں جانے میں مصروف ہیں۔ سادہ لوح عوام کا خیال ہوتا ہے کہ یہ گر جائینگے۔ لیکن ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان

کے ہاتھ بہت لمبے اور رسے بہت مضبوط ہوتے ہیں۔

ہماری ملکی سیاست میں چونکہ میلے کا رنگ ہے اور بعض اوقات میلے اجاڑنے والے جگا دری بھی حملہ آور ہو جاتے ہیں اور پھر وہ میلے میں اپنا میلہ لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے چھیڑ خانی پھر ہاتھا پائی اور پھر قتل و غارت کا بازار گرم ہوتا ہے۔ اور میلے کی رنگینیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح موجودہ حکومت کی رنگینیاں بھی ختم ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ طبلے کی تھاپ پر گھنگھروؤں کی جھنکار ماند پڑتی سنائی دے رہی ہے اور چوڑیوں کی جھنکار خاموش ہوتی جا رہی ہے' تانیں ٹوٹ رہی ہیں' سانس اکھڑ رہے ہیں' آوازیں بیٹھ رہی ہیں' پھول گرانے والے نازک ہونٹوں سے شعلے نکلنے شروع ہو گئے ہیں۔ لہجے کی ملائمت میں کرختگی زہر گھولنے لگی ہے۔

لیکن دیکھتے ہی دیکھتے میلہ پھر سے جمنے لگتا ہے۔ لوگوں کے قیافے غلط ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ طبلے کی دھیمی دھیمی تھاپ پر پھر سے قدم اٹھنے لگے ہیں۔ جسم پھر لہرانے لگے ہیں کمر میں پھرلچک آنا شروع ہوئی ہے اور گھنگھروؤں کی ہلکی ہلکی سی جھنکار نے سامعین و ناظرین کو پھرسے محظوظ کرنا شروع کر دیا ہے اور سریلی آوازیں پھر سے کانوں میں رس گھولنے لگی ہیں۔ ابھی اس میلے کی رنگینیاں کچھ دیر کے بعد ماند پڑیں گی۔

میلے کو اجاڑنے والے جگاوری بڑے دانا عقلمند اور دانشور ہوتے ہیں۔ وہ اصل میں میلہ اجاڑنا نہیں چاہتے بلکہ اپنی قوت کی نمائش کر کے میلے کا ٹھیکہ اپنے نام کروانا چاہتے ہیں۔ تاکہ اس بھرے میلے کی کمائی دوسرے گھر میں کیوں جائے۔ ویسے بھی ناظرین و سامعین پہلے چہرے دیکھ دیکھ کر تنگ آ چکے ہیں۔

حضرات محترم! اب تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نئے چہرے نئے میک اپ کے ساتھ سیاسی پردہ سکرین پر نمودار ہونگے۔ ان کا لباس پہلوں سے زیادہ بھڑکیلا ہو گا' ان کی تانیں زیادہ لمبی ہونگی اور سر زیادہ سریلے ہونگے ناظرین و سامعین کی جیبوں میں جو چند سکے بچ گئے ہیں وہ بھی تو آخر لینے ہیں نا ---- جیبیں تو صاف ہونی چاہئیں اور سیاسی میلوں میں صفائی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ آخر یہ سیاسی جیب کترے بھی تو غریب ہوتے ہیں۔ اور ٹھیکیدار کو کرایہ بھی تو ادا کرنا ہوتا ہے۔ ٹھیکیدار بیچارہ بھی تو رقم خرچ کر کے میلہ بھرتا ہے۔ اگر وہ رقم اس طرح اکٹھی نہیں کریگا تو آئندہ ٹھیکہ کیسے لے سکے گا۔

اس سیاسی میلے کا انچارج سوچ رہا ہے کہ اس بار ٹھیکہ کس کو دیا جائے۔ جبکہ پہلا ٹھیکیدار میلے کے مالک کے پاس پہنچ چکا ہے۔ جو کہ میلے سے باہر بلند مقام پر کھڑا نظارہ کر رہا ہے ۔ ٹھیکے کی مدت بڑھانے کی التجا کرتا ہے۔ جو کہ وقتی طور پر مان لی جاتی ہے۔ تمام لوگ میلے کی رنگینوں میں کھوئے ہوئے ہیں' کوئی ظالم کے رنگ میں تو کوئی مظلومیت کے رنگ میں' کوئی قاتل کے رنگ میں اور کوئی مقتول کے رنگ میں اس ہمہ ہمی میں کچھ معلوم نہیں ہو رہا ہے کہ کس نے کس کا حق چھینا ہے کون سے نادیدہ ہاتھ ظلم کر رہے ہیں۔

یہ سیاسی میلہ جو کہ اس وقت اپنی پوری تابانیوں اور درخشندگیوں کے ساتھ بام عروج پر ہے۔ اس پر کیف کیفیت کے اندر ایک سجیلا اور نوخیز سیاسی نونہال میلے کے اس رنگ کو غور خوض سے دیکھ رہا ہے اور وہ اس بے ہنگم اور بے تربیت ماحول کو

پاکستان تحریک انصاف کے پلیٹ فارم سے نظم و ضبط میں لانے کا خواہش مند ہے۔ یہ نوجوان عدل و انصاف اور امن و آشتی کا عزم رکھتا ہے۔ یہ اس مردہ قوم کو پھر سے زندگی کے ولولے دینا چاہتاہے۔ ٹوٹتی ہوئی نبض میں پھر سے روانی چاہتاہے۔ رِستے ہوئے لہو میں پھر سے تموج لانا چاہتا ہے۔ اس نے اس پژمردہ اور افسردہ قوم کو زندگی کا سندیسہ دیا ہے جس پر چند سرپھرے لوگوں نے لبیک کہا ہے۔

اب دیکھئے فلک سے آتا ہے کیا جواب
کانپے تو ہیں ستارے ہمارے سوال پر

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ سجیلا اور نوخیز سیاسی نونہال، اپنی اور قوم کی رہنمائی کے لئے کس سرچشمہ علم سے کسب فیض کرتا ہے۔ اگر یہ اقبالؒ کے اس انذار کو پیش نظر نہیں رکھتا کہ

گر تو خواہی مسلماں **زیستن**
نیست ممکن جز بقرآں **زیستن**

تو یہ بھی اپنے پیش رووں کی طرح قوم کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ لا سکے گا کیونکہ حقیقت میں وہی ایک صراط مستقیم ہے جو انسانیت کی رہنمائی اس کی منزل کی طرف کرتا ہے، جس کے متعلق رب کائنات نے کہا ہے کہ **اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ**۔ بلاشبہ یہ قرآن انسانیت کی رہنمائی اس راستہ کی طرف کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا اور توازن بدوش ہے۔

IF YOU HAVE A COMPUTER
AND
YOU HAVE ACCESS TO INTERNET
JUST TYPE

http://www.ummah.org.uk/dranees/periodica/
for the contents of Monthly TOLU-E-ISLAM
and names of its writers every month.
AND
http://www.Ummah.Org.uk/expo/
for studying " Exposition of the Holy Quran " and
" Islam a Challenge to Religion" being fed by London Bazm.
AND
http://www.toluislam.com
for studying Home Page recorded by
Kuwait Bazm

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

محمد لطیف چوہدری

روئیداد طلوع اسلام کنونشن 96ء

چمن میں رقص کرتے جب ترے آشفتہ سر آئے

ملک میں فکری خلفشار اور ذہنی آوارگی کے نتیجہ میں جو تباہی اور بربادی ہو رہی ہے وہ نئی نہیں لیکن حالات اس قدر بدتر ہو چکے ہیں کہ پہلے جو چنگاریاں تھیں وہ اب شعلۂ جوّالہ میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ آج نہ کسی کی عزت محفوظ ہے نہ آبرو مصؤن۔ نظم و نسق تہ و بالا ہو کر رہ گیا ہے۔ اطمینان و سکون عہد رفتہ کا افسانہ بن گئے ہیں۔ قوم میں کوئی لیڈر بھی ایسا نظر نہیں آتا' جو ذاتی یا گروہ پسندانہ مفاد سے بلند ہو کر' ملک و ملت کے مفاد و مصالح کو اپنے سامنے رکھتا ہو۔ نہ قوم کے نام پر چیخ و پکار کرنے والوں کے دل میں قوم کا کوئی درد ہے' نہ اسلام کے نام پر خدا اور رسولؐ کا واسطہ دینے والوں کے سینے میں احیائے اسلام کی کوئی تڑپ۔ قوم کا اجتماعی زوال ہماری غیرت کے لئے ایک چیلنج ہے۔ غربت' جہالت' بدنظمی اور سیاسی خلفشار تو تھے ہی' اقتصادی بحران اور استخوان شکن مہنگائی ان سب پر مستزاد ہے۔ ملک کے حالات کا یہ نقشہ' جسے تجدید یاداشت کے لئے یہاں نقل کر دیا گیا ہے' آج کا نہیں' پچھلے سال کا ہے آج کے حالات جاننے کے لئے بطور نمونہ مشت از خروارے لاہور سے شائع ہونے والے ایک روزنامے کی رپورٹ پر نگاہ ڈال لینا کافی ہو گا۔ اخبار لکھتا ہے۔

لاہور کا مثالی امن۔ ہر اٹھارہ گھنٹے بعد قتل' ہر نو گھنٹے بعد ڈاکہ

سال رواں کے پہلے دس ماہ کے دوران 54 کروڑ 71 لاکھ 90 ہزار کی رقم ڈاکوؤں اور چوروں کی نذر ہو گئی' 371 افراد کو قتل کیا گیا 1125 خواتین کی آبروریزی ہوئی' دو ہزار زخمی ہوئے

472 افراد اغواء ہوئے جن میں سے 16 کو تاوان کیلئے اغواء کیا گیا ہے' بے ہنگم ٹریفک 235 معصوم جانیں نگل گئی ٹریفک حادثات میں 289 افراد زخمی ہوئے' پولیس کے مقابلوں کا سکور 35 رہا

55 سرکاری ملازمین پر حملے' 637 ڈاکے اور پانچ ہزار کے قریب چوری کی وارداتیں ریکارڈ پر آئیں ، مختلف نوعیت کے کل 3498 مقدمات درج ہوئے' زیادہ مقدمات شراب نوشی کے تھے

دس ماہ میں جرائم کے حساب سے صدر ڈویژن اول رہا' کینٹ ڈویژن نے دوسری' سٹی ڈویژن نے تیری اور

ماڈل ٹاؤن نے چوتھی پوزیشن حاصل کی' پولیس جرائم کی روک تھام میں ناکام ہو گئی

(روزنامہ آج کل - لاہور 29 اکتوبر)

یہ صورتحال پاکستان کے اس شہر کی ہے جسے علم و ادب اور تہذیب و تمدن کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے۔ اس سے باقی ملک میں امن و امان کی صورت حال کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہو گا۔ لے دے کر اب معلمین اخلاق باقی ہیں' جن سے توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ نوجوان نسل کے ذہنوں کی Tuning اس طرح کریں گے کہ غیر قرآنی تصورات ان کے ذہنوں پر منعکس نہ ہو سکیں لیکن ان کی حالت روزنامہ "جنگ" کی 12 اکتوبر 96ء کی اشاعت کے مطابق کچھ اس طرح ہے۔

فرقہ واریت پھیلانے والے 750 دینی مدرسوں کے کوائف پولیس اور ایجنسیوں کو دیدیئے گئے

پنجاب میں 2512 دینی مدرسے ہیں 800 زکوۃ فنڈ سے چل رہے ہیں 1700 غیر ملکی تنظیموں کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں بعض مذہبی و سیاسی جماعتوں سے منسلک ہیں

لاہور ڈویژن 328 راولپنڈی 164 گوجرانوالہ 140 فیصل آباد 112 سرگودھا 149 ملتان 325 بہاولپور 883 اور ڈیرہ غازی خان میں 411 مدرسے ہیں

مایوسی کی ان اتھاہ تاریکیوں میں قرآنی معاشرے کی نشأۃ ثانیہ کی آرزو دل میں لئے کچھ آشفتہ سر ایسے بھی ہیں جو خدا کی کتاب عظیم کی شمع فروزاں ہاتھ میں لئے شہر شہر' گاؤں گاؤں' قریہ قریہ مصروف تگ و تاز ہیں کہ ان سے انسانیت کی راہیں روشن ہو جائیں۔ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں' اعلانیہ کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں برملا کرتے ہیں۔ قرآنی فکر کو عام کرنا ان کا نصب العین ہے اور اس کے لئے واضح اور کھلے ذرائع نشر و اشاعت اختیار کرنا ان کا پروگرام۔ سکوت وسکون ہو یا ہوشربا جذبات کی آندھیاں' تحریک طلوع اسلام کا یہ کارواں قرآنی بصیرت کے دیئے کو سنبھالے جذب و مستی سے رواں دواں ہے۔ رسولؐ اللہ کے تتبع میں طلوع اسلام کی دعوت رجعت القرآن کی دعوت ہے۔ طلوع اسلام کو نہ کسی سیاسی پارٹی سے کوئی لگاؤ ہے نہ مذہبی فرقوں سے کوئی نسبت۔

گردشِ لیل و نہار دیکھتے ہی دیکھتے سال بھر کی منزلیں طے کر گئی۔ 25 بی گلبرگ 2 لاہور میں ایک بار پھر نور و نکہت کی وہ بساط بچھ رہی ہے جو عصرِ حاضر کے ہنگاموں کو ایک نئی روح انقلاب عطا کر سکتی ہے۔ عجب نہیں کہ تحریک طلوع اسلام کی یہ کوششیں نوع انسانی کی اس صبح بہار کا عنوان ثابت ہوں جس کی نور پاشیوں

ہے یہ زمین اپنے نشوونما دینے والے کے نور سے جگمگا اٹھے۔

16اکتوبر 96ء کی دوپہر منتظمین کنونشن اجلاس کے سارے انتظامات کا خاکہ ترتیب دے چکے تھے۔ ناظم ادارہ علیل ہونے کے باوجود پوری مستعدی سے مصروف کار تھے۔ رضاکار اپنی اپنی ڈیوٹیاں سنبھال چکے تھے۔ دروازے پر موٹر سائیکل رکشا تانگے ٹیکسیاں آ آ کر رک رہی تھیں جن میں سے جانی پہچانی صورتیں بستر اور بیگ اٹھائے اندر داخل ہو رہی تھیں یجگہ بہ جگہ ربط باہمی کے محبت بھرے مظاہرے مسکراہٹوں اور قہقہوں کی صورت میں بکھر رہے تھے۔ دوپہرایک بجے تک مندوبین کی خاصی بڑی تعداد تشریف لاچکی تھی۔ ان میں وہ بھی تھے جو دور دراز کے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے لاہور پہنچے تھے اور وہ بھی جو دیار غیر سے تشریف لائے تھے۔ احباب نمازِ ظہر سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مائیک پر جناب احمد حسین قیصرانی کی آواز گونجی۔ "تعارفی اجلاس شروع ہو رہا ہے' پنڈال کا رخ کیجئے۔ یہ اعلان سنتے ہی سب کے قدم پنڈال کی جانب اٹھنے لگے۔ چھوٹی چھوٹی مجلسیں منتشر ہو گئیں اور ایوان کنونشن میں وہ تعارفی مجلس آراستہ ہو گئی جو ہر سال سالانہ کنونشن کا حرفِ آغاز بنتی ہے اور جس میں احباب صحیح معنوں میں ایک دوسرے سے باضابطہ طور پر روشناس ہوتے ہیں۔

تلاوتِ قرآن اور کلامِ اقبالؒ کے بعد تعارفی اجلاس کا آغاز چیئرمین ادارہ جناب ایاز حسین انصاری کے خطبہ استقبالیہ سے ہوا۔ اپنے مختصر مگر انتہائی جامع خطاب میں انہوں نے فرمایا۔ یہ ساعت کس قدر سعید و مبارک ہے کہ آپ احباب ایک سال کی مدت کے بعد یہاں جمع ہوئے ہیں - کس قدر حسین ہیں وہ آرزوئیں اور کس قدر عظیم ہے وہ مقصد جو آپ کو اتنی دور سے کھینچ کر یہاں لے آیا ہے اور ہمیں پھر مل بیٹھنے کی مسرت و سعادت نصیب ہوئی ہے۔ میں جملہ حضرات کی خدمت میں جو اس کنونشن میں شرکت کے لئے جمع ہوئے ہیں' تہہ دل سے ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں اور شمع قرآنی کے پروانوں کے اس اجتماع میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ زندگی کا مقصد انسانی جسم اور ذات کی نشوونما اور ایسی مملکت کا قیام ہے جو قرآنی اقدار کے مطابق نظام قائم کرے' جس میں ہر فرد کے لئے نشوونما کے یکساں مواقع میسر ہوں۔ اس قسم کا نظام چونکہ دنیا میں کہیں بھی موجود نہیں اس لئے اس کا سمجھ میں آنا قدرے مشکل ہے۔ ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ قرآنی نظام کی نئی عمارت تعمیر کرنے کے لئے پاکستان کی شکل میں ہمیں زمین مل گئی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مسندوں پر کم و بیش وہی قابض رہے جنہوں نے اس کے حصول کی راہ میں روڑے اٹکائے تھے۔

یوں تو پاکستان کا ہر شہری مسلم ہونے کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے اسلامی آئین کا آرزو مند ہے' لیکن اسے یہ نہیں معلوم کہ اسلامی نظام اور آئین ہے کیا؟ اس سلسلے میں ادارہ طلوع اسلام نے وقتاً" فوقتاً" مجلّہ طلوع اسلام اور دوسرے لٹریچر کے ذریعے قرآنی نظام کی تفاصیل پیش کرنے کی جو کوششیں کی ہیں عوام ان سے روشناس ہو جائیں تو اس خطہ میں قرآنی نظام متشکل ہو کر سامنے آ سکتا ہے۔ آپ حضرات نے قرآنی فکر کی تبلیغ کی ذمہ داری اٹھائی ہے تو یہ قرآنی فریضہ ہے فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ (13:40) آپکے ذمہ قرآن کا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے۔ ہمارا مقصد قرآنی تعلیم کی تبلیغ ہے یعنی اس فکر کو اچھی طرح سے سمجھنا اور سمجھنے

کے بعد دوسروں تک پہنچانا اور اپنے حسن کردار کے ذریعے اس کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچانا۔ اس کے لئے وہ طریق کار اختیار کرنا ہو گا جس سے وحشی پرندوں کو سدھایا جاتا ہے۔ سدھانے کے دوران احتیاط کی سخت ضرورت ہوتی ہے' نہ ذرا سی آہٹ ہونے پائے اور نہ ہی دانستہ یا نادانستہ ایسی حرکت سرزد ہو کہ لوگ ہمارے سائے سے بھی دور بھاگنے لگ جائیں' ہمیں چاہئے کہ اس پیغام کو عام کرنے کے لئے تن دہی سے کام لیں۔ جتنی جلد قرآنی فکر پھیلے گی اتنی ہی جلد قرآنی نظام متشکل ہو گا۔

ہمیں چاہئے کہ باہمی اختلاف سے گریز کریں۔ قران نے کہا ہے کہ :-

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (8:46)

تم اللہ اور رسول۔ یعنی اپنے نظام کی اطاعت کرو - یہ نہ ہو کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑنے لگ جاؤ اور انفرادی مفاد کی خاطر باہمی ٹکراؤ شروع کر دو۔ایسا کرو گے تو تمہارے حوصلے پست ہو جائینگے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اس لیے تم ہمیشہ ثابت قدم رہو۔ یاد رکھو قوانین خداوندی کی تائید و نصرت انہی کیساتھ ہوتی ہے جو ثابت قدم رہتے ہیں۔

اسلام' نام ہی جماعتی زندگی کا ہے' اجتماعی زندگی کے بغیر اسلام کا تصور ہی غلط ہے۔ ایک پرزہ خواہ کتنا ہی پختہ اور درست کیوں نہ ہو' اگر وہ اکیلا پڑا ہے تو اس کی کوئی قیمت نہیں' اس کی قیمت صرف اس وقت ہے جب وہ مشین میں اپنے صحیح مقام پر فٹ ہو۔ تنظیم' مرکزیت کے بغیر ایک خواب پریشان ہے۔ اسلام ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ ملت نظام اور مرکز کے بغیر ہو۔ مومن وہ ہے جو توحید کو زندگی کے ہر پہلو میں غالب رکھے اور اس کا اولین مظہر اجتماعیت اور یکجہتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ایک مرکز' ایک جماعت' ایک صف' ایک آواز' ایک کاروان' کا سماں پیدا کریں۔ اگر کسی معاملے میں اختلاف ہو جائے تو اس کے فیصلے کے لئے مرکز کی طرف رجوع کریں۔مرکز کے فیصلے کو بطیب خاطر قبول کریں۔ اس کے خلاف گرانی محسوس نہ کریں۔ فیصلہ کے بعد کسی کو حق حاصل نہیں کہ اپنی ذاتی رائے پر ملت کے نظام میں ابتری پیدا کرے۔

برادران عزیز! ہمیں چاہئے۔ کہ ہم جب بھی ایک دوسرے سے بات کریں تو سوچ سمجھ کر بات کریں اور ایسے الفاظ زبان سے نہ نکالیں جن سے کسی کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو۔

چیئرمین صاحب کے خطبۂ استقبالیہ کے بعد تعارف باہمی کا سلسلہ دراز شروع ہوا۔ کہیں نو واردان شوق کا تعارف تھا تو کہیں مستقبل کی تعمیر کا ذکر' جس میں کہیں اپنی کٹھن راہ کی مشکلات و موانعات کی وضاحت تھی تو کہیں نئی کوششوں کے نتائج پر تبصرہ۔ تعارفی پروگرام کی اس محفل میں ایبٹ آباد' بوریوالہ' چک 215/EB چک جھمرہ' چنیوٹ ، چوئی زیریں ، فیصل آباد' گوجرانوالہ' گجرات ، حیدر آباد' قاسم آباد' جلال پور جٹاں' کمیر ساہیوال' کراچی صدر' کورنگی' شاہراہ فیصل کراچی' لاہور' لاہور چھاؤنی' جوہر ٹاؤن' لاڑکانہ' ملتان' نواں کلی' پنج کسی' پشاور شہر اور پشاور افغان کالونی' پیر محل' کوئٹہ' رانی پور ، راولپنڈی' سرگودھا کے علاوہ کویت اور لندن کے دوستوں نے بھی شرکت کی۔ باہمی تعارف کا یہ سلسلہ رات گئے تک جاری رہا اور سکوت نیم شبی میں جب

یہ محفل برخاست ہوئی تو سب نے کیمپ کا رخ کیا لیکن دواع و وصل کی لذتوں میں نیند کہاں؟ کیمپ میں ایک بار پھر چھوٹی چھوٹی محفلیں سج گئیں۔ کوئی کب سویا۔ یہ کوئی نہیں جانتا۔ خوردونوش امسال بزم کویت کے ذمہ تھی۔ میزبانی کے فرائض حسب سابق لاہور کی بزمیں ادا کر رہی تھیں اور شامیانے بزم ناروے کے ذمہ تھے۔

17 اکتوبر کا سورج طلوع ہوا۔ آج کے پروگرام میں دو بڑے ہی اہم پبلک اجلاس شامل تھے۔ قارئین طلوع اسلام کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ تحریک سوچنے یعنی غور و فکر کی دعوت دیتی ہے۔ مومنین کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ یہ لوگ اور تو اور جب خدا کی آیات ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو یہ اندھے بہرے بن کر اس پر نہیں گر پڑتے ------ اللہ تعالے کے اس واضح ارشاد کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ سوچنا' غور و فکر کرنا شرع میں جائز نہیں ------------

اسلام نوجوانوں کے دل و دماغ میں اٹھنے والے خیالات اور ایک مشکل سوسائٹی میں اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنے کے راستے میں حائل ہونے والی الجھنوں کا حل ڈھونڈنے کی دعوت بھی دیتا ہے اور ان کی مدد بھی کرتا ہے' ------ پاکستان کی موجودہ صورتحال میں یہ مسائل کچھ زیادہ ہی گھمبیر شکل اختیار کرتے جا رہے ہیں' اسی لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ کنونشن کا انداز تبدیل کر کے کچھ اربابِ دانش کو ادارے کی طرف سے دیئے گئے موضوعات پر مقالہ پیش کرنے کی بجائے احباب کو دعوت دی جائے کہ وہ ملک کو درپیش روزمرہ مسائل کی نشاندہی کریں اور فکر قرآنی سے متمسک اصحاب اپنی بصیرت اور سمجھ بوجھ کے مطابق ان کا حل پیش کرنے کی کوششیں کریں۔ پہلے کھلے اجلاس میں وصول کیئے گئے سوالات کو ماہرین کے سامنے پیش کرنے کا فریضہ ڈاکٹر صلاح الدین اکبر کے سپرد کیا گیا' اجلاس ساڑھے نو بجے تلاوتِ کلام پاک اور ان آیات کا مفہوم پیش کرنے سے شروع کیا گیا۔ اس سیشن کے پینل آف ایکسپرٹس میں جناب عبید الرحمن ارائیں' جناب بشیر احمد عابد' جناب عبداللہ ثانی اور جناب محمد عمر دراز شامل تھے۔ ڈاکٹر صلاح الدین اکبر صاحب نے اپنے ابتدائی کلمات میں واضح کر دیا کہ ماہرین جو کچھ کہیں گے وہ ان کے علم فہم اور بصیرت قرآنی کے مطابق ہو گا اگر اس سے پوچھنے والے اصحاب کی تسلی ہو جائے تو درست' نہ ہو تو بعد میں ادارے سے رابطہ کر کے بات کی جا سکتی ہے۔ اکثر سوالات کرنے والوں نے صرف سوالات ہی نہیں کئے تھے بلکہ پس منظر میں اپنے احساسات اور اپنے دکھوں کا اظہار بھی کیا تھا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ زیر بحث مسئلے پر وہ کس شدت سے سوچتے ہیں اور اپنی الجھن کا حل نہ پا کر کس کرب میں مبتلا ہیں۔

ایک صاحب نے لکھا کہ اس وقت پوری انسانیت مسائل اوردکھوں کا شکار ہے' یوں کہیئے کہ پوری انسانیت جہنم کے کنارے کھڑی ہے ۔تحریک طلوع اسلام نے پچھلے پچاس ساٹھ سال سے اللہ کے قوانین سے دوستی کر کے انسانیت کی نگہداشت کے لئے کیا کوئی عملی کام کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو اس کے نتائج سامنے کیوں نہیں آئے؟

ایک اور صاحب کو مذہبی لوگوں کی خام فکر' فرسودہ خیالات اورغیر سائنسی اپروچ کا گلہ تھا ----- اور یہ

کہ ہماری آبادی کی اکثریت جاہل اور غیر تعلیم یافتہ ہے وہ اپنے معاملات کا حل مساجد کے پیش امام صاحبان ہی سے مانگتے ہیں جو اس کے قطعاً" اہل نہیں ہوتے بلکہ ان کو مافوق الفطرت کہانیاں اور کرامات سنا کر مزید جاہل بنا دیتے ہیں جب کہ لوگ اپنے مسائل کا حل چاہتے ہیں۔ایک اور سوال ملاحظہ ہو اور دیکھئے کہ کیا معاشرتی معاملہ ہے جس پہ ان کی توجہ مرکوز ہوئی ہے لکھتے ہیں ایک آدمی اگر صحیح معنوں میں قرآنی فکر پر عمل کرنا چاہئے تو اپنے گھر کے دیگر افراد (جن کے نظریات اس سے قطعاً" مختلف ہوں) کے ساتھ معاملات کیسے طے کرے گا ---- معاشرتی نظام میں گھر ایک منی معاشرہ ہے جہاں ہر ایک کی رائے کا احترام کرنا پڑتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ منی معاشرہ بکھر جاتا ہے۔

اپنی آرزوں کا اظہار ایک صاحب نے یوں بھی کیا ہے کہ کیا نظام ربوبیت کی عملی تشکیل ممکن ہے؟ اگر ممکن ہے تو کیسے' اگر نہیں تو اس کا متبادل کیا ہے؟

کچھ اصحاب کو ڈش انٹینا اور مغربی ذرائع ابلاغ کی یلغار اور نئی نسل کی بے راہ روی کا شکوہ تھا۔ کچھ پاکستان کی معاشی حالت سے نالاں نظر آئے اور کچھ کرپشن اور احتساب سے لرزاں۔سوالات کا موضوع امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال بھی رہا اور نظام سیاست و مملکت پہ روشنی ڈالنے کو بھی کہا گیا۔

ناقص اور غیر اسلامی نظام تعلیم بھی زیر بحث آیا۔اسلام کے دور اول کے بالمقابل سوشلزم کی کامیابیوں پر روشنی ڈالنے کو بھی کہا گیا۔

ان اور ایسے سوالات کے علاوہ اور بہت سے سوالات اجلاس کے دوران بھی پوچھے گئے جن کے تسلی بخش جوابات طلوع اسلام کی طرف سے دیئے گئے سیشن کے شروع ہی میں محترم محمد عمر دراز صاحب نے نئے شامل ہونے والوں کے لئے تحریک طلوع اسلام اور اس کے بانی کا تفصیلی تعارف پیش کیا

کنونشن کا دوسرا کھلا اجلاس بھی سوال و جواب پر مشتمل تھا۔ اس اجلاس میں طلبا و طالبات کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی راہ میں دشواریوں کی نشان دہی کریں۔ ادارے کا مقرر کردہ پینل قرآن پاک کی روشنی میں ان کی الجھنوں کو دور کرنے کے لئے راہنمائی فراہم کرے گا۔

یہاں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ دس بہترین اور منفرد سوالات پر ایک ایک ہزار روپیہ کا انعام دیا جائے۔ اسبات کے فیصلے کے لئے جج صاحبان مقرر کئے گئے تھے۔ ماہرین کا پینل جناب عبداللہ ثانی' جناب محمد لطیف چوہدری' جناب محمد عمر دراز اور محترم حمید خواجہ پر مشتمل تھا جبکہ جج صاحبان میں جناب عبدالرحمن ارائیں' جناب بشیر احمد عابد اور ڈاکٹر صلاح الدین اکبر شامل تھے۔ اس سیشن کی منتظم اور کمپیئر بزم خواتین لاہور کی نمائندہ محترمہ صالحہ نغمی تھیں۔ صالحہ نغمی اس سے بیشتر بھی بزم خواتین کے زیر انتظام طلبا اور طالبات میں فکر قرآنی کے فروغ اور قائدین تحریک پاکستان کے متعلق بیداری پیدا کرنے کے لئے تقاریب منعقد کر چکی ہیں' ان کی فعال اور پرجوش شخصیت نے بزم خواتین میں ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ اجلاس میں طلباء اور طالبات

کے سوالات کو سلائیڈوں کے ذریعے سکرین پر دکھانے کا انتظام موجود تھا۔ بطور نمونہ مشت از خروارے، طلبا کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کی ایک جھلک آپ بھی دیکھئے

1 مسلمان قوم کی پستی کی آخر وجہ کیا ہے؟
2 ہمارے قول و فعل کا تضاد کیونکر ختم ہوسکتا ہے؟
3 کیا اللہ کی واحدانیت کا زبانی اقرار کافی ہے؟
4 حصول تعلیم کے میدان میں مرد ہی کو کیوں ترجیح دی جاتی ہے؟
5 اسلام میں دولت کی کیا اہمیت ہے؟
6 کیا انسان کو پورا قرآن ورد زبان رکھنا چاہئے یا اپنے مخصوص شعبہ زندگی سے متعلق آیات کو اوڑھنا' بچھونا بنانا چاہئے؟
7 تعلیم کے میدان میں ہم مسلمان آجتک انگریز کا جوٹھا کیوں نگل رہے ہیں؟
8 مسلمانان عالم کی باہمی چپقلش کا علاج کیاہے؟
9 حصول روزگار میں مروجہ پردہ بعض اوقات عورت کے لئے مشکلات کا باعث بن جاتا ہے اس کا حل؟
10 مسلمان اور کافر میں کیا فرق ہے؟
11 عدالتی نظام میں شرعی تبدیلی کیونکر لائی جا سکتی ہے؟
12 والدین اگر بچوں کی صحیح بات بھی تسلیم نہ کریں تو اولاد کو کیا کرنا چاہئے؟
13 بیروزگاری' ناقص تعلیم' رشوت اور بددیانتی کو کون ختم کریگا؟
14 اگر ہم صرف مسلمان بننا چاہیں تو ہمیں دینی تعلیم کس ادارہ سے مل سکتی ہے؟
15 ہمیں اپنے ووٹ کا استعمال کیسے کرنا چاہئے؟
16 سوچ ہماری مادری زبان میں ہے اظہار اردو میں تہذیب فارسی میں روزی انگریزی میں اور نجات عربی زبان میں ہے۔ یہ بتا دیں کہ کونسی زبان کو کس زبان پر ترجیح دیں؟
17 اس بات کیا ثبوت ہے کہ ہم تک پہنچنے والی احادیث سچی ہیں؟
18 کیا ٹیلی ویژن کے ذریعہ پھیلنے والی بے راہ روی کا کوئی حل ممکن ہے؟
19 امت واحدہ کے تصور کا قاتل ہم کس کو گردانیں؟
20 ہماری اجتماعی بے یقینی کا حل؟
21 کیا مندر' گرجا اور گوردوارہ بھی مسجد کی طرح قابل احترام ہیں؟
22 لیڈروں کو اسلامی عدل کی راہ پر ڈالنے والا طبقہ کس طرح وجود میں لایا جا سکتا ہے۔
23 پارٹیوں پر مبنی موجودہ سیاسی نظام اسلام سے کتنی مطابقت رکھتا ہے؟
24 قرآن کریم کا کوئی متعین مفہوم کیوں موجود نہیں؟

25 . کیا طلوع اسلام کے پاس نظام مملکت کاکوئی واضح خاکہ موجود ہے؟

ان سوالات کے جوابات جو طلوع اسلام کی سٹیج سے پیش کئے گئے وہ قارئین طلوع اسلام کے لئے یقیناً" نئے نہ تھے لیکن سوال کرنے والے طلبا اور اجلاس میں موجود ان سامعین کے لئے جو پہلی دفعہ تشریف لائے تھے' اس حد تک وجہ طمانیت قلب وذہن ثابت ہوئے کہ کسی طرف سے بھی سوال پر سوال نہ اٹھا اور نہ ہی کنونشن کے بعد کوئی اعتراض موصول ہوا۔

سوال کرنے والوں کو دو گروپوں میں رکھا گیا تھا' پہلا گروپ میٹرک تک کے طلباء طالبات اور دوسرا میٹرک سے اوپر کالج کی سطح تک کے طلباء پر مشتمل تھا۔ بڑے دلچسپ سوالات سننے کو ملے۔

ایسی محفلوں سے نئی نسل کو اپنی الجھنوں اور اپنے دل میں اٹھنے والے سوالات کو کھلی ذہنی فضا میں پیش کرنے اور سوچ بچار اور رہنمائی کا موقع ملتا ہے۔ محسوس کیا گیا کہ نئی نسل کو ایسے مواقع بار بار فراہم کئے جانے چاہئیں تاکہ ان کے دلوں میں اٹھنے والے سوالات کے شافی جوابات سے ان کی فکری رہنمائی ہو اور وہ ایک بہتر معاشرے کے معمار بن سکیں۔ انعام پانے والوں میں کلاس نہم کی سعدیہ بشیر کلاس دہم کے مصطفٰے جمیل' کلاس دہم ہی کی زریں حیات اور سلمٰی شبیر تھیں۔ کالج لیول کے انعام پانے والوں میں وجیہ طفیل' اکبر مشتاق' صائمہ انور اور تابندہ قمر کے نام شامل تھے۔ شاہین پبلک ہائی سکول کالا شاہ کاکو کے بچوں نے ترانہ پیش کیا جبکہ بزم لاہور کی رکن آنسہ نیلم اکرام کو بہترین کارکردگی کا انعام دیا گیا۔

کنونشن کا یہ آخری پبلک جلسہ تھا جس کے ختم ہوتے ہی کنونشن اختتام پذیر ہوئی۔ بہت سارے احباب اسی رات رخصت ہو گئے۔ کچھ اگلے روز ادارہ کی جنرل کونسل کے اجلاس میں شمولیت کے لئے رک گئے۔

مندوبین کنونشن کو الوداع کہتے ہوئے چیئرمین ادارہ جناب ایاز حسین انصاری نے مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا اور منتظمین کنونشن اور ادارہ کے سٹاف کو کنونشن کے انتظامات اور میزبانی کے فرائض حسن کارانہ انداز میں ادا کرنے پر شاباش دی۔

بہت مختصر تھے محبت کے لمحے
مگر پھر بھی ہر لمحہ اک زندگی تھا

❁ ❁ ❁

طلوع اسلام کنونشن
1996ء
کی تصویری جھلکیاں
اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

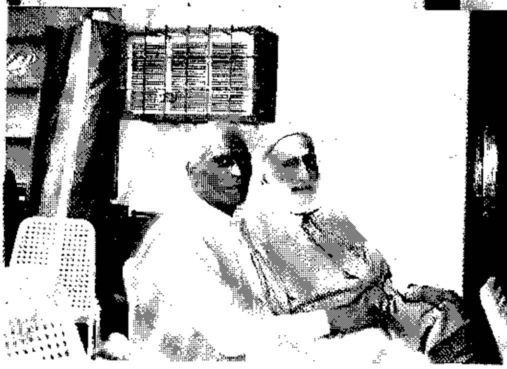

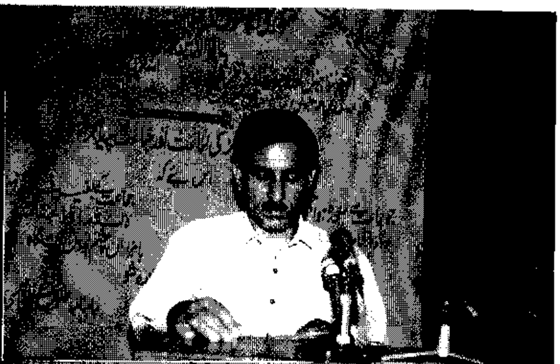

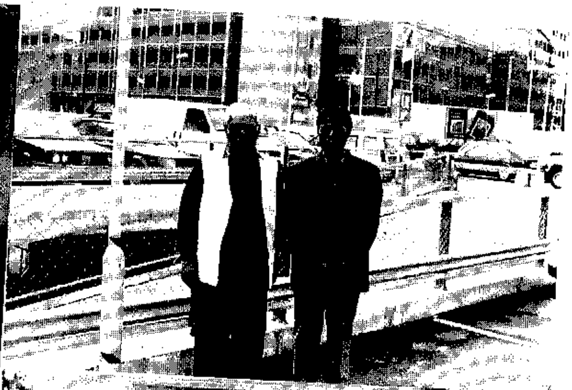

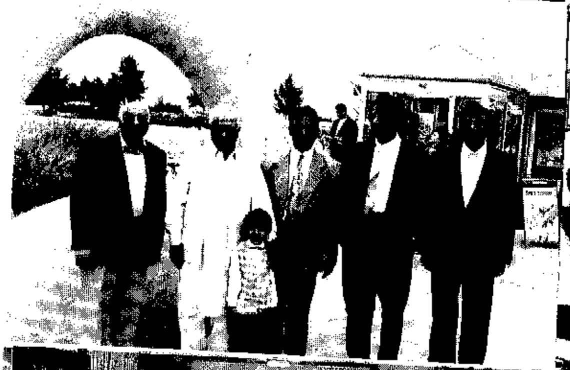

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

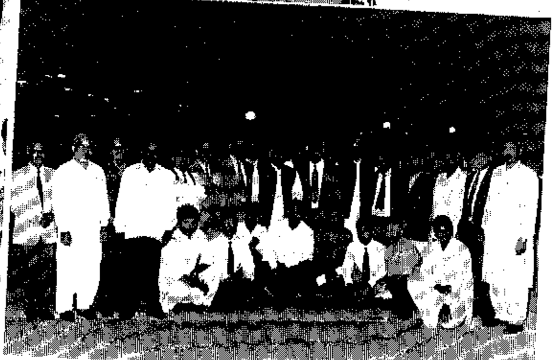

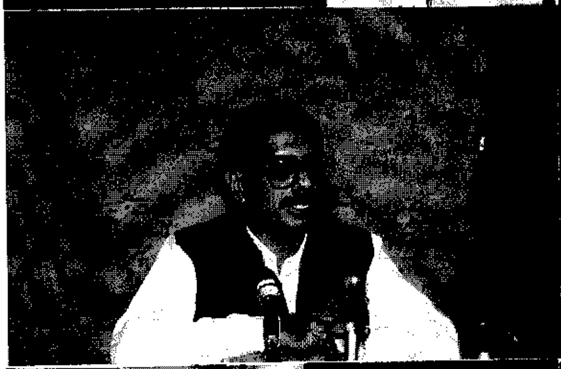

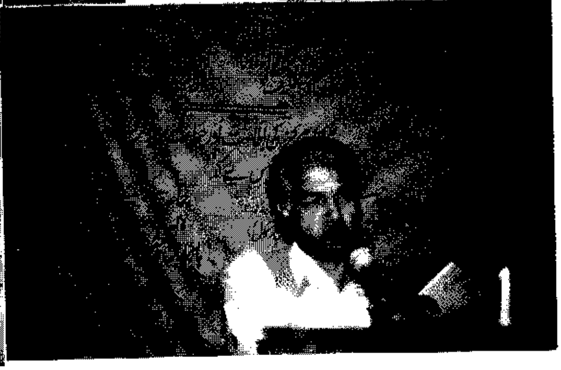

پاکستان میں
علامہ غلام احمد پرویزؒ
کا درس قرآن کریم مندرجہ ذیل مقامات پر ہوتا ہے

شہر	مقام	دن	وقت
1- ایبٹ آباد	234 کے۔ ایل کیمال۔ رابطہ: گل بہار صاحبہ	بروز منگل	4 بجے شام
2- ایبٹ آباد	234 کے۔ ایل کیمال۔ رابطہ: شیخ صلاح الدین	ہر روز	عندالطلب
3- اوکاڑہ	60- خان کالونی - فیصل آباد روڈ رابطہ: رانا ندیم سہیل (ایڈووکیٹ) فون: 511010	دوسرا اور چوتھا جمعہ	4 بجے شام
4- بورے والا	برمکان محمد اسلم صابر۔ مرضی پورہ گلی نمبر5- رابطہ فون: 55438	پہلا اور تیسرا جمعہ	10 بجے صبح
5- پشاور	دفتر جناب عبداللہ ثانی صاحب ایڈووکیٹ- کابلی بازار- رابطہ: 840945	ہر بدھ وجمعہ	5 بجے شام
6- پشاور	برمکان ابن امین فقیر آباد	جمعتہ المبارک	4 بجے شام
7- پیر محل	مکان نمبر 140/139- مدینہ پارک	ہر ماہ پہلا جمعہ	9 بجے صبح
8- پنج کسی	برمطب حکیم احمد دین	جمعتہ المبارک	3 بجے سہ پہر
9- جہلم	برمکان محترم قمر پرویز مجاہد آباد' جی- ٹی روڈ	جمعتہ المبارک	4.30 بجے شام
	القلم سکول چک جمال روڈ- کالا گجراں	مہینے کا آخری جمعہ	9 بجے صبح
10- جلالپور جٹاں	یونائیٹڈ مسلم ہسپتال	جمعرات	10 بجے صبح
11- چنیوٹ	ڈیرہ میاں احسان الٰہی کونسلر بلدیہ پیر ہٹہ بازار	جمعتہ المبارک	بعد نماز جمعہ
12- چک 215 ای- بی	برمکان چوہدری عبدالحمید	جمعتہ المبارک	8 بجے صبح
14- حیدر آباد	B-12 قاسم آباد بالمقابل نسیم نگر	جمعتہ المبارک	بعد نماز عصر
15- راولپنڈی	بمقام E-47/4385 اپر سٹوری ہائی وے آٹوز نزد پل لئی گوالمنڈی راولپنڈی فون: 74752	جمعتہ المبارک	4.30 بجے شام
16- سرگودھا	60- اے سول لائنز' ریلوے روڈ- رابطہ فون: 720083	جمعتہ المبارک	9 بجے صبح
17- فیصل آباد	23- سی پیپلز کالونی (نزد تیزاب مل) رابطہ: ڈاکٹر محمد حیات ملک- فون: 720096	ہر جمعتہ المبارک	3.30 بجے دوپہر

شہر	مقام	دن	وقت
18- کراچی	کراچی سی بریز' روم نمبر 105 شارع فیصل رابطہ شفیق خالد- فون: 0201-713575	جمعتہ المبارک	4 بجے شام
19- کراچی	مکان 16 گلشن مارکیٹ' 36/C ایریا کورنگی 5 رابطہ: محمد سرور' فون: 312631	جمعتہ المبارک بروز پیر	11.30 بجے صبح بعد نماز مغرب
20- کراچی صدر	فاروق ہوٹل ہال- ایاز حسین انصاری رابطہ فون: 4571919	جمعتہ المبارک	10 بجے صبح
21- کوہاٹ	برمکان شیر محمد' نزد جناح لائبریری	جمعتہ المبارک	8 بجے صبح
22- کوئٹہ	صابر ہومیو فارمیسی توغی روڈ- رابطہ فون: 825736	جمعتہ المبارک	4 بجے سہپر
23- گوجرانوالہ	شوکت نرسری گل روڈ' سول لائنز	جمعتہ المبارک	بعد از نماز جمعہ
24- گجرات	مرزا ہسپتال' کچہری روڈ	جمعرات	3 بجے
25- گھو ئینکے (سیالکوٹ)	برمکان محمد حسین گھمن	ہر ماہ پہلا جمعہ	بعد نماز جمعہ
26- لاہور	25- بی گلبرگ II (نزد مین مارکیٹ)	جمعتہ المبارک	9-30 بجے صبح
27- لاہور 1	ڈان ماڈل سکول' احباب کواپریٹو سوسائٹی جوہر ٹاؤن لاہور	جمعرات	11 بجے قبل دوپہر
28- لاڑکانہ	مکان نمبر 83/ 1582 عید گاہ روڈ محلہ جاڑن شاہ	جمعتہ المبارک	بعد نماز ظہر
29- ملتان	شاہ سنز بیرون پاک گیٹ	جمعتہ المبارک	10 بجے صبح
30- ماموں کانجن	برمکان ڈاکٹر (ہومیو) محمد اقبال عامر چک 509 گ ب رابطہ فون: 3660	جمعتہ المبارک	بعد نماز جمعہ
31- رانی پور	اوطاق ڈاکٹر سلیم سومرو سومرو محلہ رابطہ شفیع محمد سومرو	جمعتہ المبارک	بعد نماز عشاء
32- واہ کینٹ	برمکان محمد اکرم خان 21-FC/231	بروز بدھ	چھ بجے شام

علامہ غلام احمد پرویزؒ کی جملہ تصانیف اور ماہنامہ طلوع اسلام کا تازہ شمارہ بھی دستیاب ہے۔
تحریک طلوع اسلام سے متعلق استفسارات مندرجہ بالا مقامات پر موجود کارکنان تحریک کے حوالہ کیجئے۔
جواب ادارہ سے براہ راست دیا جائیگا۔

RAYS OF HOPE

BY
SHAMIM ANWAR

Day after day the media feeds its readers with alarming news and views causing anxiety and depression all around, and ending in fears that everything is falling apart. The various organs of the government, the institutions of all kinds, the very concept of values of life are ripped to pieces. Seeing it from the historical perspective, this is not surprising. Where ever the Pharoahs, the Qaroons and the Hamaans dominate and rule the society, this state of affairs is a logical and natural consequence. The feudal structure, the big business and the thousands and thousands of madaris all over the country that manufacture the clerical class is bound to create. the atmosphere in which we are finding it difficult to breathe.

Well! when I picked my pen to write, my intentions were not to join the crescendo of lamentations which becomes inevitable when two Pakistanis meet. For a change I wish to dig out some of the positive traits in our set-up and the strength that lies within us. In the noise and din of wailing and lamentations, we are loosing sight of these rare rays of hope.

To begin with, we have inherited noteworthy human resources, not numerically of which we have too many, but qualitatively. In this context, the intelligence and the I.Q. of the nation is a great asset. A world-wide survey once declared Pakistan to be one of the top ten in high I.Q. category. Since I have lost the reference to the exact period and the organisation that announced it, (may be some reader may be able to help) I am referring to the lecture of Dr. Eqbal Ahmed I attended not very long ago at the Falettis. He also talked about our tremendous human resources. Having studied and then taught in several top universities of U.S.A. and where he addressed an international community of students, he found Pakistani students among those who possessed the highest quotient of intelligence. I think there cannot be a more authentic source of verifying this factor. This is our great luck, for such an asset can only be acquired after hard effort of several generations. And we have it right here and now.

For almost half a century of maladministration and lack of concern and protectiveness on the part of the ruling class the people have emerged stronger by

ends justify the means and values have no place in politics. He represents the 'Unity' and the 'wholeness of the concept of life, as against dualism. He is indeed a beacon light to us all and to the world at large. Beverly Nichols in one of his B.B.C. broadcasts said something to the effect that if every new generation is presented with this image of Jinnah, Pakistan has nothing to fear.

So lot us rejoice in our good fortune and our splendid heritage. All we have to do is to tap these resources as proud Pakistánis, in gratitude and with courage. There is nothing that a human cannot do, no matter where or when he lives. We must remember that 'It is not the evil people who bring destruction, it is the good who do not do anything about it.' So these rays of hope must not be allowed to be extinguished. I know that many readers will be smiling inwardly in doubt, wondering that if this all be true, then what is it that ails us? The doubt and the question is valid. This needs a separate treatment. After all, everything has a cause. May be, next time, somebody, and even myself, will attempt an answer.

Courtesy: " The Nation"

ooooooooooOOOOOOOOOOooooooooo

ضرورت رشتہ

ناروے میں مقیم قرآنی گھرانے سے متعلق ارائیں فیملی کی اٹھارہ سالہ زیر تعلیم لڑکی کے لئے سائنس' میڈیکل یا انجینئرنگ میں تعلیم یافتہ یا زیر تعلیم زوج جو کہ یورپ کے جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے تقاضوں پر پورا اتر سکے۔

قرآنی تعلیم کے حامل والدین مکمل کوائف اور اعتماد کے ساتھ لکھیں۔

پنجاب یالاہور کے رہنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

ص۔ق۔ معرفت ناظم ادارہ طلوع اسلام 25۔بی گلبرگ لاہور

LIFE BEYOND DEATH

by

Allama I.I.Kazi(r)

[We take pride in bringing on record in the pages of ***Tolu-e-Islam,*** yet another lecture of Late Allama I.I.Kazi(r),a renowned scholar of Sind and contemporary of Late Allama Muhammad Iqbal(r) , with the courtesy of *Allama I.I.Kazi Memorial Society, Sind University Hyderabad.* This lecture we earnestly feel shall also be of immense interest to the readers of Allama G.A.Parwez (r)-- Chief Editor]

Ladies and Gentlemen! you have heard today an interesting talk from Mr. Shafi Muhammad Memon on an important subject "Life after Death". This subject is very popular with most of us and we often like to talk about it and want to know more about it. In his 42 minutes talk, he has covered a considerable ground and has raised many points. I shall comment only on few of these points.

Let me begin with one observation that we commonly experience. You must have noticed that sometimes our brains arrive at a condition when we cannot assimilate anything. Apparently, we have been thinking and thinking so much that we cannot take it any more. Likewise when we go on eating and eating there is always a limit to which our stomach can assimilate all that food we are taking. It will get tired and will try to vacate itself by vomiting. However, some of us may have a doubt that the brain may go on assimilating and assimilating and never get tired. Because rarely any of us has come to that point of thinking where the brain has ceased to assimilate. This would be experience of few who are used to thinking so much and so much that they cannot take it or assimilate it anymore. Mr. Shafi Muhammad elaborating it further said that this taking in, assimilating and reproducing is a condition of life.

I Shall take one small point from his talk and discuss it in detail. I hope you will try to understand it.

Mr. Shafi Muhammad used the expression "Serial time". now what is that serial time? The serial time is that, what we calculate by these little watches - seconds, minutes, hours, days, nights, weeks, months and years. It is time that we have measured out in spaces and interval of time. There of course, have to be one standard measure which we can cut up into these little and little divisions. That was the minute which we had divided into sixty divisions. And then sixty such minutes

acquiring certain traits which can be of great asset in the long run. For sheer survival as well as great expectations for better quality of life, characteristics such as self-help, self-reliance, initiative and enterprise are now the hall-mark of national character. These were the qualities which helped the developed countries to become what they have become in due course of time, for once upon a time they were also developing nations with all the negativism that we are familiar with in the third world today. In time these qualities can bring great dividends under a genuine dynamic leadership. Already, for example, in the field of education, stupendous initiative is manifest in the opening of net-work of schools in the length and breadth of the country. To top it all,there could not be a better example than LUMS. They have filled in a terrible vacuum created by governmental indifference, although a lot needs to be done for the poorer sections of the population.

Along with this, the people have a soft corner for the suffering of the dispossessed. They are ever ready to help. Nobody can deny that humans are born inherently good, it is the unnatural system that makes them behave otherwise. On condition that they can trust the person or the organisation concerned, they respond whole heartdly according to whatever means they may have. 'To give' is a supreme experience of happiness and satisfaction. The very word 'zakat' means 'to give for the growth of''. Erich Fromm has put this exquisitely when he says in his 'The Art of Loving': 'Giving implies' he says, 'to make the other person a giver also and they both share in the joy of what they have brought to life' In our case giving to the Eidhie Foundation, Ansar Barni Foundation, S.O.S. Village and Imran Khan's Cancer Hospital is no ordinary matter. All these are monuments to the people's concern for others and of course all those individuals who initiated these welfare projects. The Austrian lady who is part of founding the S.O.S. village worldwide network is reported to have said that one of the best public responses came from Pakistan. yes for once, give them a pat on their back.

A very positive factor integrated in our national character is that whatever human rights we enjoy, even if constantly violated by the ruling class, we acquired by the grass root struggle, both under the British Raj and the Raj of the local Pharoahs and Qaroons. Nothing was given on a silver platter, whether they are democratic rights on the whole, or women's rights. In fact, again and again these have been withdrawn under the imposition of martial laws and authoritarian regimes, and again and again people have challenged it and shown stupendous resistance and resilience in the face of dictatorship.

Allied to this theme is the common man's scepticism of the clerical class. The Mullah has never been a popular figure and as a class it was pushed in the background under the leadership of the Pakistan Movement. With the collaboration of the vested interests, he resurfaced from 1953 onwards, reaching the zenith of his importance and power under Ziaism. They have ready-made free halls in the form of mosques and a ready-made audience who surge towards these halls without spending a pie on invitation cards. So their means of propaganda is incomparable. In spite of all this, they are poitically alienated. They have never been voted to the assemblies en bloc in any of the general elections; a few who ever got elected, did so as part of a coalition. Singly, they stand no chance. There could not be a greater tribute to the awareness and political maturity of the people. In any case, their existence is an artificial one, propped up by the vested interests, both internal an external.

What may be described as Renaissance or revolution in thought, Pakistan has a unique inheritance. Perhaps no other country, at least in the 'Muslim' world, can boast of such an educational movement as the Muslim Aligarh University and a succession of such intellectual giants as Sir Syed Ahmed Khan, Allama Dr. Iqbal and Allama Parwez within the parameters of a Quranic revolution in thought. Then there other scholars of no mean calibre, scholars like the poet Hali, Aslam Jairajpuri, Syed Ameer Ali, Ali Brothers, Allama Mashraqi and others. This is a solid intellectual base that would be the envy of many, a base from where the nation can take off to great heights for the benefit of humankind.

Furthermore, Pakistanis have developed a free press, although it has seen severe ups and downs in its evolution. It has not been easy to survive. The very fact that it has, indicates the persistence and courage of the people, notwithstanding the yellow press that every society has to suffer. Side by side with this, the English language IS now part of our heritage for the past two hundred years, inspite of our confused and haphazard attitude towards it. This is a great boon, for whether we like it or not, English is a key to world library, where more than half the books are in English. There is hardly any book in any language which is worthwhile that has not been translated into English.

Finally, apart from the great role models of Anbiya that we have inherited, we are the luckiest people of this century to inherit the role model of Jinnah, our great Quaid. No doubt every country has had its freedom fighters but not many can boast of their incorruptibility, absolute honesty, sense of justice and rule of law and observance of permanent human values as opposed to Machiavellian politics, where

make an hour, 24 make a day, seven days make a week and 30 days make a month. These divisions we have mathematically calculated and formed out. Now what was that first measure that gave us an idea that there must be time?

We have observed that change in seasons occurs continuously. First winter comes, then spring comes, then summer comes and then autumn comes in the twelve month period. The cycle repeats and in twelve months the same moments arrive again. Some incidents seem always to recur and recur and repeat that we know happened last year exactly at the same time.

Now on the 9th of January the sun begins to increase and that experience is very old. I have spoken many times about it and said that the 9th day of January used to be called the Asur's day, some five thousand years ago. Asur was nothing else but Suria. Suria was nothing else but what we commonly call *suraj* the Sun. And that date was the birth of the sun. We say birth of the sun because from that day the sun began to grow and as a consequence the day began to grow longer and longer, till that day when night started to grow bigger and bigger and Sun became smaller and smaller till it disappeared. And then again sun began to grow.

Now after Muharram the first month of Islamic calendar comes the month of Safar. in Arabic language Safar means yellow. In Sanskrit it is known as Basant. Basant flowers are the yellow flowers of the red seed which we call charlock in English. When the winter recedes the first growth is green and the first flowers that come out are the yellow flowers. They herald the coming into of spring. Now this season of yellow flowers, Arabs call Safar. And that is the second month of the year before the spring starts. After this comes the Rabi-ul-Awal, the first month of the spring and Rabi-ul-Sani, the second month of the spring. In local language this period is also called Chet the time when the wheat grows big and starts ripening. the next months are the two dry months Jamadi-ul-Awal and Jamadi-ul-Sani. Jamadi means dry in Arabic. This corresponds to the months of May-June.

What comes next, Rajab, Sha'ban and Ramadhan. Sometimes you have rains in Rajab. If little rain comes it is wonderful because it softens the ground, settles the dust and provides some moisture in the surrounding. Sha'ban is the bunches of dates. Then comes Ramdhan the hotter month of the year. After this comes Shawal, Ziqa'ad and Zil-Haj. So you see that your twelve months are carrying nothing but seasonal names.

Now the man by instinct found out that some incident is taking place which takes us round and round and round; till he found out that is the very earth, on which we are living that goes round and round and round. In twelve months it does one

round. And by the time, twelve months of the earth's round are over it has again come on the same point. so the earth moves round the sun and the same seasons begin to repeat. This was the man's experience. Now this is the first incident which he took notice of; that round thing, we call the year. He realized that something goes round annually and seasons are forming as a consequence. then he divided those twelve months into smaller and smaller divisions, and sub- division such as months, days hours, minutes and seconds.

Now the Physicists have divided the seconds further below the second. Not only a second but one thousandth of a second. So the division of time has taken place. And that is what we call, "serial time." It may sound a big word but it merely means an artificial arrangement of divisions of our own time, form one incidence that the earth completes one round in twelve months. And that we have tried to consider as the measure of our life. And such sixty odd rounds come, then we disappear, we are dead. That is called 'serial time'. That is called years, months and days.

You see now, how long did it take? Twelve minutes to explain one word of our speaker this afternoon the "Serial time". It isn't so simple, to grasp these facts. What he wanted to make out was that wherever we look into the phenomenon of life, we have to use our eyes. We have to look with our two eyes. What is it? Now first let us understand what those two eyes are, before we understand what the life is? Now, how do these two eyes see? Ask those gentlemen who have learnt light and physics and anatomy of man and physiology of the eye. Ask them how and what is the physiology of the eye? How does the eye see? What is the retina? How does the light pinch on it? How does it react to the light? And what is the medium through which the light waves travel? And what are the mediums through which these ocular waves travel? All these tremendous questions can now be simply talked away, but it had taken thousand of years for the man to study them. Even as defectively as we know today, we can not possibly explain it in a short time, that is much too big a story.

Now what I want to emphasize to you, is, it has been known for a number of years that light travels in waves. Likewise the sound also travels in waves. These are the two senses which God has given to man which inform him about everything otherwise he will know nothing. He will be like a little worm, only touching things. The only two senses which at all count and give him any kind of information about the nature of things are these two senses; hearing and seeing. Now the peculiarity of these two senses is that they often lead you to think and provoke you to think. Life means thought, sound and sight.

Now what is after all the difference between the sound and sight? The main difference is only one. Sound waves, can travel through matter only whereas light waves can travel in vacuum also. When I am talking to you now, the sound is traveling in all directions and it is reaching you also. It is traveling in a wave motion. It does not move in a straight line. It moves like the water moves. As the water moves, so the sound waves move through medium of matter, that is to say, air, that is between me and you. That is matter, the finest form of matter. Now supposing that you cut away the air between your and me completely, making a vacuum. There is no air now existing between you and me. Then will you hear what I am yelling about? I can yell as loudly as I like but you will not listen.

Now as you are aware we have been evolving and developing steadily in different directions. Evolution, in fact, has made us move from one thing to another. Our senses have also been evolving one after the other. there was a time when there was only one sense of touch and nothing else. Hearing came after the sense of hearing was developed. There was no such thing as sight in the living organisms. it came much later. Even today the little puppies of the dog open their eyes nine days after birth, otherwise they are closed. Thus something has always been going on developing and changing forms.

Now changing forms is called metamorphosis. Everything changes forms and lives again in one form or other, There is no real *fan'a*. Nothing,is lost when the candle burns. The constituents of the candle only change forms. likewise the atoms break and the atomic energy is released. But when one of these tiny atoms break what happens? Enormous amount of energy is released that can swallow up most of the continent of Europe.

Now what is this phenomenon? They could not break the atom for long time. They didn't' know how to break it? But when they have learnt to break the atom, they find out that atom is nothing else but as my friend Shafi Muhammed told you, protons and one or two or more electrons, circulating round it. It is like the sun that has the few planets circulating round it. it appears that the solar system of the sun is represented in the atom; that one proton like a sun occupying the central nucleus place and the little electrons going round and round and round like planets. And those are supposed to be particles that you can't see, handle or touch. These are absolutely small, almost imaginary little tiniest energy points which we call electrons. They are circulating round the proton and that forms the hydrogen and other atoms.

You were also told that the carbon atom, has six electrons going round the proton nucleus. Some atoms have one electron round one proton, some have nineteen electrons round the proton nucleus and like that it goes on.

So the physicist begins to understand life's existence on this universe, by merely studying tiniest unseeable particles, which he calls atoms. And he has found out that when atoms break, nothing is lost in substantial terms. if you cut up electron from one system, it will go and catch up the other system and change its qualities by simply adding one more electron in that system and the quality of the atom is altered as a consequence. It becomes a different atom, but nothing is lost. It is mere metamorphosis, changing forms.

This is the peculiar phenomenon of life, at the lowest that we know of. We don't know any lower than those atoms and electricity. Man has no eyes, no senses, no instruments, no microscopes, that can possibly go beyond the atoms. It is only a name to him, but he doesn't know what it is? We cannot see it. But intuitively, we have a feeling that there is some finer matter which is the centre, out of which all this arose and came out. it appears that the metamorphosis at the higher level has been going on and on. Recently we have come to know that Atoms can further be sub-divided into particles. Are the atoms living? How could they be otherwise? When you can knock down an American ship by one hydrogen atom. Well! then it must be a living atom. It couldn't be dead. It does this when it is broken. It gets wild and angry. When it is stationary, it is a poor innocent thing. But when your break it, it gets angry and breaks up a ship.

So it goes on, till you come to a cell. We say, that it is the lowest biological unit, a living some thing that has different qualities than atom. Instead of that nuclear protons, it has different nucleus, and instead of the electron, it has around it, what is called protoplasm. So protoplasm and nucleus form a little cell which is a living cell.

The peculiarities of cell are as your were told, assimilation, absorption of mayyer from outside, maintaining life, preserving, growing and reproducing. Other peculiarities that can be said are responding to stimulus, reacting and exhausting. Theses are all functional peculiarities of those living cells. You go on applying a little stimuli, it will react to that immediately. But when you do this again and again, it will get exhausted. It will cease, being stimulated by it, and responding to it. This is another peculiarity of a living cell.

And so these are merely functional peculiarities that we observe. But that is the lowest little living thing, which you would hardly call life. It is neither vegetable, nor animal, nor anything. It is something too small for anything. And out of that grows,

all your living world, plants and animals and every thing, but the unit lies in that cell. The Quran calls it Nutfa. From that living cell life begins. And from that living cell all the universe, we all have come out, growing up and up and up.

Now the question only is, has that evolution stopped? We saw the evolution going up from the atom. Physicist was busy studying that, chemist was busy with the chemical reaction, then the biologist was busy with the cell and the biological organic reaction and so the psychologist is telling us about thought and all about it. The main point is that there has to be a 'Will' to live.

All this has a history, which can be described, and tried to be understood. No man has even yet understood what will is? No man knows, what thought is? It is only to be understood. And for that hundreds of books have been written and that information is only one drop in the ocean that the man possesses. In fact, they are studying from atom upward till the man atom comes. 'And how the man atom and woman atom behave? How in society it behaves? How in loneliness it behaves? How in Government it behaves? What it actually does? What is this supposed to do? And with those studies of little atom man again begins his thoughts, his feelings, his ideas.

But as I said before man has got that knowledge from these two senses, eyes and ears. And ears they are only bound up with matter because their sound doesn't go beyond and eyes are bound with the ether because beyond light they can not see. cut off the etheric waves and nothing is seen by the man's eyes. Take away the retina of the man and nothing is seen by the man. His eye is absolutely blind both ways. And therefore what little that can be seen and understood at all, is by these two senses which also in time have evolved.

I told you the other day, I conceive myself a worm. Then I have no senses but touchual sense. Whatever touched me, I replied back. And I had no other meaning of life, no other sense, beyond absorbing little dirt to live on. I was just like a little quaies, a worm, no more, no eyes, no ears, nothing at all. And how it has come, that I have two eyes, and how proud I am of these two eyes and my two ear now. And yet they are bound up within this prison-walls of this space as we call it. We can't get away from it. Eyes can not see beyond light. Light is covered up by the little solar system and the sun.

We can not see planets in their real shape. We see them only like little white dots. The whole planetary system is a mystery to us because these little two eyes can not see any thing beyond it. We can only collect data by the help of these senses and begin to rationalize. It couldn't be so small. It is so far. Don't your see the kite the boy has sent up when it was down, it was big; when it is up, it is very small. Don't you see

that star like satellite that man has sent up. It was so big down below up,. it is so small. So when it goes up it looks small. Jupiter couldn't be such a tiny planet at those million miles. It must be something very huge.

So the brain begins to perform its own function and wants to tell us truths which our senses can not tell us and we say, who do not trust these eyes, we do not trust these ears. Let us get some other light, super sensual light which might give us some more data which is reliable data. This is not reliable data at all. it is like children's data. For babies of a school to think that there is black sheet hanging, with so many little white points up; that isn't so! there are neither little points, nor there are the sheets. God knows what sort of universes and huge worlds these are. Orion presents that what we see in the night sky huge stars which are two hundred times, three hundred times bigger than your stars. Now imagine that little dot that you see. What must be its size? And from this think what must be the size of the universe.

Thus nothing is seen clear with these eyes. We are Like in a prison house blind though with eyes. We can not see any thing, we see too little.

I was just coming here when I found these two lines in Latif.

اوريائين آئين، ميڙيو مُعلم خبرون،
سا تان سُڌِ نہ ڏين، جتي وڃ وڏ ڪري.

(The guide collects news of only what is happening near around. He does not tell you what is inside and what agony is in store for us.)

And then again he says:

اهُڪي راهہ الله جي، اهُڪي، اهُڪي پَت،
هُوءِ جي ڏاهِي ڏيهہ جا، تَنِ پُڻِ مُنجهي مَت،
آچارانِ اُبت، گهڙجِ گهاٽِي نينهن سين.

(The road to God is difficult, indeed very difficult. Those who are knowledgeable and spiritually advanced are also perplexed. The water current is flowing backwards, therefore, be careful and plunge into it only with full commitment and love.)

If you want some light to come to you; then love. Mere intuitive moving towards things, might bring you some light but it is not enough. You need intense love. That love means "will", nothing else. As the Persian poet had put:

رہروان را عشق بس باشد دلیل

(The only reason for wandering is the quest of love)

So life after death well enough, but what about life before death. Do we know anything about life before death. beyond the assimilation of food, preservation of being, reproduction of the same type like ourselves is all that we know. Beyond that we know nothing of life.

That is all what we understand of life. Eat, grow a little bit, in sinews and in size, marry, bring out the few same type like yourself. Then walk away, one day. as Shakespeare said - from sleep it arises, from sleep it riees, to sleep it goes. No one knows where? How it came and how it goes away. This is our life

There was one American naturalist. His name was Thoreau and he used to say one peculiar line. "I never live, but what is life. Living is so dear. I never lived but what was life."

Now, please understand these words. What is that? I never lived but what was life, because living is so dear! Now god knows whether we live life or we live merely in vacuum which means that the values of life that are today with us, are not the last word as were not the last word with the atoms as or with the cell. So they are not the last word with man. Still greater values of evolution lie ahead of them. This can't be the end. Somehow nothing is lost when the candle burns. Somehow, in some form, some thing must survive, that will maintain this evolution of life forward.

What we don't understand, is that this is not the last rung of evolution where we have arrived. Still life has to go beyond. And for that same phenomenon remains of the atom, that even by breaking, it gives out more energy than when it is in static condition. In dynamism a little atom gives more energy away, than when it is merely in the ground state when the little electrons keep going round the protons.

Therefore death can possibly not mean that the humanity incomplete as it is, must die. Is not it possible? Some values of this organism must remain to evolve further. What is that particular thing in actual case, we can only guess. Prove we cannot, because proof will require arguments and words. Therefore, analytic method cannot reach that thing which comes out of us and when we are dead, we can't see it either. We have not analyzed it. And worst of all from that, no traveler returns to carry the information. And therefore what is lift to us, only to know by the principles of the

law, that we have studied up to the human man, and from atom upward, that nothing is lost when anything breaks.

There is only metamorphosis but no complete destruction, I mean complete loss of something. This is what is called, conservation of matter. There is conservation of even energy, leave alone mater.

Nothing can be lost in this universe. It only changes form but change of from must be with a view, to evolve further. Because the values of life do not explain themselves therefore something must be there to evolve and realize those values which we cannot yet possibly decipher. But there must be something to go on.

Now for that, there are some of us, as I have said the other day, who know a little more than many, who can enlighten us further, in a very peculiar private way, give us a little hint, as if this will happen and that will happen and this way and that way we will evolve.

There are a few of us who have some inklings, intuition and who can give us hints, We call them Prophets, we call them Auliya (friends of God), we call them great learned saints, we may call them by what name we like.

But there are some individuals that even in this life have experienced certain things and have given us certain hints that this way life will yet evolve. So be prepared and go along this line, which is the line of evolution, which in the scientific language is orthogenic line. Now that orthogenesis is, We call ( ) the line of orthogenesis the line along with the genesis is advancing not going back not destroying itself, not breaking up, but going straight, evolving forward. That is called orthogenic line of evolution.

Now along that orthogenesis, they have given us hints that if you walk along this path by yourself, you will evolve inner sight and know with certainty, that this way or that way, your disposal will lie. And then you will be satisfied and that satisfaction they have called by different names. Some call it Nirvan, some call it salvation, some call it "Mutu qabl antamutu" (Dying before the death). By all names they call it. That a state will come in which this ignorance, this benightedness this darkness, this doubt, will all disappear. And you will feel composed, calmed enlightened, understanding and you will know where you are going? Where from you came? And that state is to be desired and that state is to be striven for, to be quickly and quickly achieved because this life, as it is, does not explain itself.

Man was not born for eating, drinking, bringing up children, going to the grave. There must be some other end of man, and that end you must seek and that end

is called life after death. And the Quran puts it clearly. Man said, Oh ! when I will rise, when I am eaten up by the earth. And the Quran replies. "We know what part of r the earth eats up. And what it cannot eat? That part which earth can eat, we know, but there is a part that it cannot eat up. It is beyond its eating and that is you. And that lives and that must evolve.

And the beauty is that evolution even then does not end; goes further and further and further, till it explains itself, why it was there at all. When that moment comes, then the evolution comes to a stop.

These are called Qiyams, the equilibrium moments. When the life equilibriates itself on a certain balance, and then again breaks up that balance and the equilibrium is lost, and again the movement starts from one equilibrium to another it goes. From one movement to another it goes. So it evolves on. It is, therefore, that Latif says:

جي قيامر مِڙن، تہ ڪَر اوڏا سُپِرين،
تِهان پَري سُڄن، واڌايُون وِصال جُون.

(If it was only the day of the judgment then I am sure I will meet my beloved soon, but I learn union with Him is much farther off than that time.

Still we move forward, higher and higher. No one knows the end, when hat end comes, where that end is. But it is not ending after this life yet. And not ending beyond even that next stage of evolution of that, I am personally certain it will go on still further and further till one Qiyam after another Qiyam comes till one Qiyam Sughura passes on the another Qiyam -- till the last Qiyam comes.

SUBSCRIPTION

[Effective from January 1, 1997]

In Pakistan	Rs. 170 per annum Rs. 15 per Copy	By Bank Draft or Money Order or add Rs. 22 for each cheque
Asia & Europe Aust., USA, Canada	Rs. 600 per annum Rs. 800 per annum	Can be remitted directly or through Local Bazms.

33 % Concession for ordering 5 copies or more in Pakistan only

شہر	مقام	دن	وقت
18- کراچی	کراچی سی بریز، روم نمبر 105 شارع فیصل	جمعۃ المبارک	4 بجے شام
	رابطہ شفیق خالد- فون: 0201-713575		
19- کراچی	مکان 16 گلشن مارکیٹ، 36/C ایریا کورنگی 5	جمعۃ المبارک	11.30 بجے صبح
	رابطہ: محمد سرور، فون: 312631	بروز پیر	بعد نماز مغرب
20- کراچی صدر	فاروق ہوٹل ہال- ایاز حسین انصاری	جمعۃ المبارک	10 بجے صبح
	رابطہ فون: 4571919		
21- کوہاٹ	بر مکان شیر محمد، نزد جناح لائبریری	جمعۃ المبارک	8 بجے صبح
22- کوئٹہ	صابر ہومیو فارمیسی توغی روڈ- رابطہ فون: 825736	جمعۃ المبارک	4 بجے سہپر
23- گوجرانوالہ	شوکت نرسری گل روڈ، سول لائنز	جمعۃ المبارک	بعد از نماز جمعہ
24- گجرات	مرزا ہسپتال، کچہری روڈ	جمعرات	3 بجے
25- گھوئینکے (سیالکوٹ)	بر مکان محمد حسین گھمن	ہر ماہ پہلا جمعہ	بعد نماز جمعہ
26- لاہور	25- بی گلبرگ II (نزد مین مارکیٹ)	جمعۃ المبارک	9-30 بجے صبح
27- لاہور 1	ڈان ماڈل سکول، احباب کوآپریٹو سوسائٹی	جمعرات	11 بجے قبل دوپہر
	جوہر ٹاؤن لاہور		
28- لاڑکانہ	مکان نمبر 1582/83 عید گاہ روڈ محلہ جاڑن شاہ	جمعۃ المبارک	بعد نماز ظہر
29- ملتان	شاہ سنز بیرون پاک گیٹ	جمعۃ المبارک	10 بجے صبح
30- ماموں کانجن	بر مکان ڈاکٹر (ہومیو) محمد اقبال عامر چک 509 گ ب	جمعۃ المبارک	بعد نماز جمعہ
	رابطہ فون: 3660		
31- رانی پور	اوطاق ڈاکٹر سلیم سومرو	جمعۃ المبارک	بعد نماز عشاء
	سومرو محلہ رابطہ شفیع محمد سومرو		
32- واہ کینٹ	بر مکان محمد اکرم خان 21-FC/231	بروز بدھ	چھ بجے شام

علامہ غلام احمد پرویزؒ کی جملہ تصانیف اور ماہنامہ طلوع اسلام کا تازہ شمارہ بھی دستیاب ہے۔
تحریک طلوع اسلام سے متعلق استفسارات مندرجہ بالا مقامات پر موجود کارکنان تحریک کے حوالہ کیجئے۔
جواب ادارہ سے براہ راست دیا جائیگا۔

اس بلند و محکم مینار سے ٹکرا کر خاسرو نامراد واپس لوٹ آتی ہیں۔ فی الحقیقت ایک الوالعزم انسان کے امتحان کا اس سے زیادہ موقعہ کم ہی آیا ہو گا۔ استقلال اور تدبر کے اس مجسّمہ نے یہ سب کچھ سنا اور دیکھا لیکن اپنے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہ آنے دی کیونکہ وہ دیکھتا تھا کہ اگر ایسے نازک وقت میں اس کا پاؤں پھسل گیا تو مسلمانان ہند کے مستقبل کا آبگینۂ حیات اس کے ہاتھ سے گر کر چور چور ہو جائے گا۔ اس نے تمام پریشانیوں کے ہجوم کو جھٹک کر ایک طرف رکھ دیا اور اعلان کر دیا کہ لیگ کا اجلاس ہو گا اور اپنے معیّنہ نظامِ اوقات کے مطابق' بلا ردّوبدل ہو گا۔ البتہ اس حادثۂ الم انگیز کے پیشِ نظر کہ جس نے مسلمانانِ ہند کے طرب آگیں قلوب کو کاشانۂ حُزن و ملال بنا دیا ہے' جلوس نہیں نکالا جائے گا۔ اس اعلان کے تین گھنٹہ بعد یہ پیکرِ عزم و استقلال' حسب انتظاماتِ سابقہ' اسپیشل ٹرین کے ذریعے عازم لاہور ہو گیا۔

فضا بدل گئی۔ لاہور پہنچ کر پرچم کشائی کی رسم ادا کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے قوم کو جو حیات آفریں پیغام دیا وہ اس ماتم کناں شہر میں صورِ اسرافیل بن کر گونجا اور جس فضا میں کچھ دیر پہلے موت کا سناٹا تھا اور وحشت سی برس رہی تھی اس میں زندگی کے ہنگامے اُبھر آئے۔طلوع اسلام کے الفاظ میں یہ انقلاب سامنے لایئے:۔

سننے والوں نے محسوس کیا کہ یہ الفاظ ظلمت کدہ لاہور پر نور کی کرنیں بن کر برسے۔ اور یاس و حزن کی وحشت ناک تاریکی کا دامن چاک کر کے چاروں طرف شعاعِ اُمید دوڑا دی۔ دلوں میں پھر سے حرکت محسوس ہوئی' نگاہوں میں ازسرِ نو روشنی پیدا ہو گئی' افسردہ چہروں پر خونِ تازہ کے آثار نظر آنے لگے' در و دیوار سے زندگی کے نقوش پھر سے اُبھر آئے۔ . . . . . . ہوا کا رخ بدل گیا اور اس خوف و ہراس کا ردِّعمل جس نے چار روز سے خطۂ لاہور کو وحشت کدہ بنا رکھا تھا پورے جوش و خروش کی صورت میں نمودار ہو۔ مغموم دلوں کی وہ آتشِ خموش جو اتنے دنوں سے اندر ہی اندر سلگ رہی تھی پوری عناں تابی سے بھڑک اٹھی۔

سالارِ انقلاب کا مقام بلند۔ جوش وخروش کی اس فضا میں جہاں منٹو پارک کا گوشہ گوشہ فلک بوس نعروں سے زلزلوں کا نشیمن بن رہا تھا' قائدِاعظمؒ نے اپنی عظیم ذمہ داریوں کو جس حسن تدبر سے حاصل تکمیل تک پہنچایا اس کا ذکر بھی سنئے:

اس ہنگامۂ بحث و جدل اور اس سیلابِ جوش و خروش میں مسٹر جناحؒ نے جس ہمت' استقلال' عملِ راسخ تدبّر اور صلاحیت' ضبط و انضباط کا ثبوت دیا' آنے والا مؤرخ جب اسے دیکھے گا تو بلا تأمل پکا اٹھے گا کہ فی الواقعہ ایک قائداعظمؒ کوایسا ہی ہونا چاہئے۔ مبارک ہے وہ قوم جسے ایسا رہبرِ فرزانہ مل جائے اور مستحقِ صد تحسین ہے وہ انسان جسے مبداءِ فیض کی کرم گستری سے یہ نعمتیں یوں فراواں نصیب ہو جائیں۔

اجلاس لاہور کی اہمیت۔ اجلاس لاہور کی تفصیلات پیش کرنے کے بعد طلوع اسلام نے لکھا تھا:

لاہور کا یہ اجلاس فی الحقیقت مسلمانانِ ہند کی ملی زندگی میں ایک تاریخی اجلاس تھا۔ وہ خوش نصیب انسان جنہوں نے اس اجلاس کو بچشمِ خویش دیکھا ہے

[illegible] کریں گے کہ انہوں نے ان چار دنوں میں ایک قوم کی پوری تاریخ کو اپنے ساتھ چلتے پھرتے دیکھ لیا۔

راہِ نجات کی نشاندہی۔ پورے ہندوستان کی نگاہیں آل انڈیا مسلم لیگ کے اس تاریخی اجلاس پر مرکوز تھیں' وائسرائے ہاؤس' لاج' وائٹ ہال' انند بھون' واردھا آشرم' سب منٹو پارک سے زعیم اسلامیانِ ہند کا صدارتی اعلان سننے کے لئے ہمہ تن گوش تھے۔ ہماری قومی تاریخ کا عجیب مرحلہ تھا جب آتش و خون کے ہنگاموں' ہتھکڑیوں کی جھنکار اور تڑپتی ہوئی لاشوں کے طوفانی ماحول اور قیامت خیز جوش و خروش میں مسندِ صدارت سے قائداعظمؒ کی بھرپور آواز پنڈال میں گونجی' انہوں نے سب سے پہلے ایک عظیم قائد اور مدبّر کی حیثیت سے ملکی صورت حال پر تبصرہ کیا اور پھر اپنے مخصوص پُراعتماد لہجے میں فرمایا :-

ہندوستان میں مسئلہ کی اہمیت فرقہ وارانہ نہیں' بلکہ یہ مسئلہ ایک بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے اور اسی نقطۂ نظر سے اسے طے کیا جا سکتا ہے۔جب تک اس اصولی اور بنیادی حقیقت کو پیشِ نظر نہیں رکھا جائے گا' خواہ کسی قسم کا آئین بھی معرضِ عمل میں لایا جائے وہ تباہ کن نتائج پیدا کرے گا اور نہ صرف مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا محرک ثابت ہو گا بلکہ ہندوؤں اور انگریزوں کی بھی۔ برطانوی حکومت اگر سچے خلوص سے اس برّصغیر کے باشندوں کی مسرت اور امن و اطمینان کی آرزو مند ہے تو اس کا صرف ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان کو خودمختار ریاستوں میں تقسیم کر کے ان دو قوموں کو اپنی اپنی جداگانہ راہ اختیار کرنے کا موقع دے۔ یہ ریاستیں کسی اعتبار سے باہمی تصادم کا شکار نہیں ہونگی بلکہ اس کے برعکس ایک قوم کا دوسری قوم پر سیاسی اور معاشرتی تسلّط قائم کرنے کا حریفانہ جذبہ ختم ہو جائے گا اور بین الاقوامی معاہدوں کے ذریعے ان کے دوستانہ مراسم ترقی پذیر ہو سکیں گے۔

قائداعظمؒ کے خطبۂ صدارت کے بعد ملت اسلامیہ کے اسی عظیم اور نمائندہ قومی دربار میں وہ تاریخی قرارداد اپنے حقیقی الفاظ میں منظرِ عام پر آئی جسے دنیائے سیاست میں پہلے "قراردادِ لاہور" کا نام دیا گیا اور ازاں بعد " پاکستان اسکیم " کے نام سے اس نے دس کروڑ اسلامیانِ ہند کے قومی عزائم کے مرکز و محور کا مقام حاصل کیا۔ 24 مارچ 1940ء کے سکوتِ نیم شبی میں (ایک بجے شب کے قریب' اس یادگار اجتماع میں آخری خطاب کے دوران زعیمِ ملّت نے فرمایا :-

آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس اسلامیانِ ہند کی تاریخ میں ایک اہم باب کا آغاز کرے گا۔ مسلم لیگ کا یہ اجلاس ہر اعتبار سے کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اگر یہ واقعہ پیش نہ آتا تو ایک عظیم الشان جلوس نکلتا اور اسلامیانِ لاہور کو اپنے ولولہ ہائے شوق اور گرم جوشیوں کے اظہار کا موقع مل جاتا۔ ان کے حریف اس اجلاس کو بہر نوع ناکام بنانے پر تلے ہوئے تھے لیکن انہیں نامراد اور خاسروناکام لوٹنا پڑا اور یہ اجتماع شایانِ شان کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ میں خوش ہوں کہ ساری کارروائی پُرامن اور خاموش فضا میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ مسلمانوں کے لئے ایک کڑی آزمائش کی گھڑی تھی' ان کا خون کھول رہا تھا' انکی تیس جانیں تلف ہو گئی تھیں' ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھالیکن ان حالات کے باوجود آپ نے ثابت